سرائیکی کلام
انتخاب
از
اسلم رسولپوری

532

منتخب سرائیکی کلام

بیدؔل سندھی

ترتیب

مُحمّد اسلم رَسُولپوری

بزمِ ثقافت ۴۰ مائی مہربان محلّہ چوک فوارہ
مُلتان

بار اوّل — اگست ۱۹۷۸ء
تعداد — ۵۰۰
ناشر — بزمِ ثقافت ۴۴ ہاتی مہربان چوک فوارہ ملتان
کتابت — اعجازِ قلم ڈیرہ غازیخان (کاتبِ سرائیکی)
قیمت — ۱۵ روپے
صفحات — ۱۷۴
سلسلہ مطبوعات نمبر — ۱۷

صغیر بیگ کفیل سیکرٹری "بزمِ ثقافت ملتان" نے نیو اسلامی آرٹ پریس
قدیر آباد گلی ۱۴ ملتان سے طبع کروایا۔

اپنے مرحوم بیٹے محمّد ادریس خان کے نام

بیدلؔ آکھے تیڈے باجھوں
ساڈا رُوح نماݨاں

محمّد اسلم رسولپوری

فہرست

پیش لفظ

بزم ثقافت ملتان نے سندھ کے عظیم سرائیکی شعرا کے کلام کو اردو سرائیکی رسم الخط میں پیش کرنے کا بیڑہ ۱۹۸۳ء سے اٹھایا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں ابتدا حضرت سچل سرمست علیہ الرحمۃ کے سرائیکی کلام کے انتخاب سے کی گئی جسے بے حد قبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے۔ اس سلسلہ کی دوسری پیشکش موجودہ انتخاب سرائیکی کلام بیدل سندھی ہے۔ جس میں بیدل سندھی کے فرزند بے کس کا کلام بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اس انتخاب کو سرائیکی کے ممتاز دانشور محمد اسلم رسولپوری نے اپنی پہلی پیش کش کی طرح بڑی عرق ریزی سے مرتب کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ انشاء اللہ یہ انتخاب بھی بے حد پسند کیا جائے گا۔ اس دفعہ بھی انگریزی دان طبقہ کی سہولت کے لئے ڈاکٹر کرسٹافر شیکل نے انگریزی زبان میں ایک تعارف بیدل کی شاعری کے بارے میں تحریر کیا ہے جو کہ اس انتخاب میں شامل کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعے سے سرائیکی اردو اور انگریزی دان طبقہ بیدل سندھی کے سرائیکی کلام اور فن سے صحیح طور پہ مستفیض ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ ہمیں اس انتخاب کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ رکھیں گے۔

محمد عاشق جمال
سیکرٹری بزم ثقافت
ملتان

عرضِ حال

سندھ کے کسی سرائیکی شاعر پر ایک دوسرے صوبے کے شخص
کے لئے کام کرنا اتنا زیادہ آسان نہیں ہے۔ جتنا کہ میں سمجھتا تھا۔
بیدلؒ سندھی سے پہلے حضرت سچلؒ سرمست پر تحقیق کے سلسلے میں
جب مجھے سندھ کا سفر کرنا پڑا تو اس بات کا احساس ہُوا کہ گاؤں
گاؤں پھر کر کسی شاعر کا کلام اکٹھا کرنا ایک صبر آزما کام ہے۔
س صورتِ حال سے گزرنے کے بعد بھی مَیں نے یہ ذمہ داری قبول
ی ۔ کہ بیدلؒ سندھی کا کلام ترتیب دوں گا۔
مجھے اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ اس سلسلے میں سندھی
بی بورڈ نے جو کام کیا ہے۔ وہ قابلِ تحسین ہے اور ممکن حد تک
س نے بیدلؒ سندھی کے کلام کو اکٹھا کر کے شائع کر دیا ہے۔
۔نکہ مَیں جہاں بھی گیا۔ اور جس صاحب سے بھی مجھے بیدلؒ سندھی

کا کلام ملا ۔ وہ درحقیقت سندھی ادبی بورڈ کے مرتب کردہ مجموعے میں موجود تھا ۔ البتہ اتنا فرق ضرور پایا جاتا تھا کہ کلام کے بعض حصوں اور لفظوں میں کچھ نہ کچھ اختلاف ملتا ۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ سندھی ادبی بورڈ کے مرتب کردہ مجموعے کی مدد ہی سے یہ انتخاب تیار کروں ۔

کسی شاعر کے کلام کا انتخاب تیار کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق اسے ترتیب دیتا ہے ۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے ہر قاری اپنے مزاج اور ذوق کے مطابق پائے لیکن میں نے اسے صرف اپنے مذاق کے مطابق ترتیب نہیں دیا ۔ بلکہ ہر مزاج کے آدمی کے ذوق کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے البتہ اس بات پر خصوصی توجہ دی ہے کہ فنی اعتبار سے کلام بہتر ہو ۔

جہاں تک سرائیکی رسم الخط کا مسئلہ ہے ۔ اگرچہ اس پر ابھی تک مختلف حضرات بحث و تمحیص میں مصروف ہیں ۔ مگر بزم ثقافت نے اس طے شدہ رسم الخط کو اپنا لیا ہے ۔ جو بہت پہلے مولانا عزیز الرحمٰن کی صدارت میں مقرر کردہ رسم الخط کمیٹی نے طے کیا تھا ۔ اور جس میں سب سے پہلے دیوانِ فریدؒ طبع ہوا تھا ۔ یہ رسم الخط تمام جدید تقاضے پورے کرتا ہے ۔ اور اسے ڈاکٹر شبل نے بھی سائنٹیفک قرار دیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بزم ثقافت نے بھی یہی رسم الخط اپنی تمام تصانیف میں استعمال کیا ہے ۔

"بیدلؔ سندھی" کے قارئین کی سہولت کے لئے یہاں سرائیکی

لے مخصوص حروف تہجی کو پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ کتاب کے مطالعے میں آسانی ہو۔

ٻ	ٻال	(بچہ)
ڄ	ڄنگھ	(ٹانگ)
ڏ	ڏیوا	(چراغ)
ڳ	ڳاں	(گائے)
ٹڑ	پاٹڑ	(پانی)

آخر میں "بیدل سندھی" کے قارئین سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس کتاب کے بارے میں اپنی اپنی آرائے سے مجھے مطلع کریں۔ تاکہ نئے ایڈیشن میں اس کی خامیوں کو دور اور خوبیوں کو زیادہ اجاگر کیا جا سکے۔

محمد اسلم رسولپوری

حصّہ اوّل

بابِ اوّل

بیدلؔ کے حالاتِ زندگی

بیدلؔ کے والد کا نام محمد محسن تھا۔ آپ بڑے پرہیزگار اور درویش صفت انسان تھے۔ اور سندھ کے معروف صوفی شاہ عنایت اللہ شہید کے سلسلۂ تصوف کی ایک شاخ کے بزرگ سید عبدالوہاب جیلانی سے بیعت کا سلسلہ رکھتے تھے۔

ایک روز آپ نے اپنے مرشد سے درخواست کی کہ دعا فرمائیے مجھے لڑکا ہو۔ اس پر انہوں نے دعا فرمائی اور کہا کہ آپ کو بیٹا ہوگا اور صاحبِ شریعت و طریقت ہوگا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد ۱۸۱۴ء میں روہڑی میں بیدلؔ کی ولادت ہوئی۔ پیدائشی طور پر بیدلؔ کا ایک پاؤں ٹیڑھا تھا جب آپ کی پیدائش کا علم میر جان اللہ شاہ کو ہوا تو انہوں نے بیدلؔ کے والد سے فرمایا:

"ایا منڈو نہ جیئو اہو روہڑی شہر جو جھنڈو تھیندو"

آپ کا نام شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام پر عبدالقادر رکھا گیا لیکن بیدلؔ نے احتراماً خود کو ہمیشہ قادر بخش کہلوانا پسند کیا۔

آپ ایک درویش صفت انسان کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق جب

آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا تو آپ الف سے آگے تعلیم حاصل نہ کرسکے جس کی وجہ سے آپ کے اساتذہ آپ سے مایوس ہو گئے۔ اس سے زیادہ آپ کی باقاعدہ تعلیم کے بارے میں کچھ نہیں ملتا۔ لیکن آپ کی تصنیفات سے اس بات کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ آپ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوّف اور طب پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

بیدلؔ نے اپنی زندگی میں مختلف سفر کئے۔ آپ کو حضرت شہباز قلندرؒ سے گہری عقیدت تھی۔ اس لئے آپ سیہون شریف میں کافی عرصہ ان کی درگاہ پر قیام پذیر رہے۔ بیدلؔ کے مطابق:

قلندر آفتابِ اولیا ہے ٭ قلندر مظہرِ سرِ صفا ہے
قلندر صورتِ شیرِ خدا ہے ٭ قلندر محض ذاتِ کبریا ہے
میرا مرشد مکمل ہے قلندر
حسینی حیدر سلطان سرور

سیہون شریف کے بعد آپ پیر پگاڑا صبغۃ اللہ شاہ اوّل کی خدمت میں ان کے آبائی گاؤں پہنچے۔ اور ان کے صاحبزادے پیر گوہر علی شاہ (پیر پگاڑا ثالث ۱۸۱۶ء تا ۱۸۴۷ء) کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنے اس شاگرد کو خصوصی طور پر مثنوی مولانا روم کی تعلیم دی جس کے نتیجے میں پیر علی گوہر شاہ المتخلص بہ اصغر نے بعد میں سندھی میں اعلیٰ صوفیانہ شاعری کی۔

'پیر جو گوٹھ' کے بعد آپ مخدوم محمد اسمٰعیل (وفات ۱۷۶۰ء) کی درگاہ پر پہنچے۔ اور وہاں سلوک کے مختلف مراحل طے کئے۔

صوفیائے کرام کا ایک گروہ عشقِ مجازی کو حقیقی عشق کے لئے سیڑھی کا درجہ دیتا ہے۔ مولانا جامیؔ کا خیال ہے ؎

متاب از عشق رو گرچہ مجازی است ؛ کہ آں بخر حقیقت کارسازی است
خود بیدلؔ فرماتے ہیں ؎

سوہناں راز حقیقت دا ہے ۔ لاشک عشق مجاز

خواجہ فریدؔ کہتے ہیں ؎

وہ حضرت عشق مجازی ؛ سب راز رموز دی بازی

مذکور ہے کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیدلؔ گھر جارہے تھے، کہ آپ کا سامنا ایک ہندو لڑکے کرم چند سے ہوگیا۔ آپ اس کی شکل دیکھ کر اسے دل دے بیٹھے۔ اس کے بعد آپ کا زہد و تقوٰی برباد ہوگیا۔ ان دنوں سکھر چھاؤنی میں کرم چند کی دکان تھی۔ آپ صبح سویرے اس کی دکان کے سامنے جاکر بیٹھ جاتے اور شام کو گھر لوٹتے۔

کرم چند کے علاوہ آپ کو فقیر غلام محمد اور ثانی پیر محمد سے بھی محبت رہی۔

بیدلؔ نے دو شادیاں کیں۔ جھامنداس کی روایت کے مطابق پہلی بیوی سے آپ کو ایک لڑکی ہوئی۔ اور دوسری بیوی سے تین لڑکے ہوئے۔ فرید بخش ۔ محمد محسن ۔ اور امام بخش ۔

فرید بخش پیدائش سے کچھ عرصہ بعد فوت ہوگیا۔ اور امام بخش نے چار یا پانچ سال کی عمر پائی۔ البتہ محمد محسن اپنے والد کی وفات کے آٹھ سال بعد تک زندہ رہے

آپ کی وفات کے بارے میں روایت ہے کہ ایک رات سوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو الوداع کہا اور فرمایا ہینڑ اللہ تو نار" یعنی اب اللہ کو سدھارنا ہے ۔ اس کے بعد سو گئے۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ واقعی آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی ہے۔

یہ واقعہ ۱۴ جنوری ۱۸۷۴ء کا ہے۔

آپ کے لڑکے اور سرائیکی کے معروف شاعر محمد محسن بیکس نے جو نوحہ کہا اس کے ایک شعر میں تاریخ اور سنِ وفات کا ذکر موجود ہے ؂

سال بارِ غم سوا اٹھ نوے میں سوز و گداز ہو
سوز حسین ذوالقعدہ چودہ ہادی ء سندھ پرداز ہو

جنازے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ آپ کو روہڑی اسٹیشن کی مغربی طرف سپردِ خاک کیا گیا۔

بیدلؔ ایک شریف منکسر اور سادہ انسان تھے۔ آپ
کے رہنے سہنے کا طریقہ اور لباس انتہائی سادہ ہوتا تھا
آپ بڑے صابر و شاکر درویش تھے۔ عاشقانہ دور میں قاضی پیر محمد آپ کو بہت تکالیف دیتا۔ آپ اسے حوصلے سے برداشت کرتے۔ ایک بار آپ کو پھوڑا نکلا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو بے ہوش کر کے آپریشن کیا جائے گا۔ اس پر آپ نے کہا ہم پہلے ہی بے ہوش ہیں۔ آپ اپنا کام کریں۔ آپریشن کے دوران اُف تک نہ کی۔ آپ ہر چھوٹے بڑے اور غریب امیر سے یکساں سلوک کرتے سادات کی زیادہ قدر کرتے تھے۔ جو سید آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا احتراماً آپ کھڑے ہو جاتے۔

آپ بڑے محبِ وطن تھے۔ اپنے وطن اور شہر سے گہری محبت رکھتے تھے۔ روہڑی اور اس شہر کے مہ جبینوں کی تعریف میں باقاعدہ نظم کہی۔ آپ کو صوفیائے کرام سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ شہباز قلندر۔ شاہ لطیف۔ سچل سرمست مخدوم محمد اسماعیل اور شاہ عنایت اللہ شہید کی درگاہوں کی زیارت کے لئے طویل سفر کئے۔

؂ فقیر عبدالقادر کہ صوفی حنفی است ÷ فگند طرح سکونت بہ قصبۂ لہری

آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے۔ لیکن شیعہ عقائد سے بھی وابستگی رکھتے تھے۔
اپنے عقائد کو ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

انا الشیعہ ولکن لا ابری من الخلفاء ہم سرج الہدایہ
انا السنی ولکن ان الفضل لفاتح خیبرا والی الولایہ

یعنی میں شیعہ ہوں۔ لیکن اہلِ تشیع کی طرح خلفا سے بیزار نہیں۔ کیونکہ وہ چراغ ہدایت ہیں۔ میں سنی ہوں۔ لیکن فاتح خیبر حضرت علی کی دوسرے خلفا پہ فضیلت کا قائل ہوں۔

آپ ایک اور جگہ اپنے عقائد کا اظہار یوں کرتے ہیں ؎

معاویہ را ندارم دوست حیدر شاہدِ عالم
ز رفضم دورتر صدیق اکبر شاہدِ عالم
یزید و قوم او را میکنم لعنت زغیرتِ دیں
شہیدِ کربلا سبطِ پیمبر شاہدِ عالم

آپ نے حضرت علی اور اماماین کی شان میں نظمیں کہیں۔ اس کے علاوہ آپ محرم میں اہلِ تشیع کے ساتھ عزاداری بھی کرتے تھے۔

اس کے علاوہ صوفی ہونے کی حیثیت سے آپ شیعہ سنی جھگڑوں سے گریز کرتے تھے۔ ؎

شیعہ سنی جھیوڑ سوکھا ۔ صوفی کون سڑا وے گا

تصوف میں وحدت الوجود کے حامی تھے ؎

مذہب دا سٹ کوڑا جھگڑا ۔ وحدت دا ٹھگن راہ

عشق کو مذہب کی روح سمجھتے تھے ؎

جنھوں عشق بتاوے راہ ۔ تنھوں کون کرے گمراہ
روز ازل کنوں بیدل بدھا ۔ عشق والا احرام

یہاں معاویہ و یزید سے نفرت اور وجودی مسلک پر یقین آپ کے نظریاتی تضاد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بیدلؔ نے اگرچہ صوفیاء کرام کی درگاہوں پر حاضری کے لئے لمبے لمبے سفر کئے، اور طویل مدت عشق کے پاپڑ بیلے لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ نے زیادہ تر یہ کام قاضی پیر محمد کی محبت کے دوران سرانجام دیا قاضی پیر محمد نے آپ کا بہت سا کلام لکھ کر محفوظ کیا۔ اور بہت سا بے پروائی کی وجہ سے ضائع بھی کر دیا۔

بیدلؔ کی جن تصانیف کا تاحال علم ہوا ہے۔ درج ذیل ہیں۔

سندھی

(۱) وحدت نامہ (نظم)
(۲) فرائض نامہ (نظم)

سندھی سرائیکی

(۳) سرود نامہ (کافیاں۔ ڈوہڑے)

اُردو

(۴) دیوانِ بیدلؔ (نظم۔ غزل)

فارسی

(۵) سند الموحدین (نثر)
(۶) تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب (نثر)
(۷) پنج گنج (نثر)
(۸) انشاء قادری (نثر)
(۹) قرۃ العین فی مناقب السبطین (نثر)
اہلِ بیت کی شان اور واقعۂ کربلا کے بارے میں ہے۔

(۱۰) وصیت نامہ (نثر)

(۱۱) لغت میزان طب (نثر)

(۱۲) فی لطن احادیث صحاح ستہ (نثر)

تصوف اور روحانی علوم کے بارے میں احادیث کا مجموعہ مع تشریح ہے۔

(۱۳) دیوان منہاج الحقیقت (نظم)

(۱۴) دیوان سلوک الطالبین (نظم)

(۱۵) دیوان مصباح الطریقت (نظم)

(۱۶) مثنوی ریاض الفقر (نظم)

ایک ہزار اشعار میں صوفیانہ نکات کی تشریح ہے۔

(۱۷) مثنوی نہر البحر (نظم)

مولانا رومی کے تتبع میں مختصر سی مثنوی ہے۔

(۱۸) مثنوی دلکشا (نظم)

آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، مولانا رومی اور حافظ شیرازی کے اشعار کی خوبصورت تشریحیں ہیں۔

(۱۹) تاریخ رحلت ہائے رجال اللہ (نظم)

(۲۰) ظہور نامہ

(۲۱) رموز القادری (نظم)

قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔

(۲۲) کرسی نامہ صوفیانِ قادری (نظم)

(۲۳) ہیر رانجھا (نظم)

(۲۴) منتخب قصۂ لیلیٰ مجنوں (نظم)

باب دوم

بیدل کی شاعری کا سرسری مطالعہ

بیدل نے مختلف زبانوں میں شاعری کی۔ جن میں سندھی، سرائیکی، ہندی، اردو، فارسی اور عربی شامل ہیں۔ آپ نے بعض ایسی نظمیں بھی کہیں۔ جو بیک وقت پانچ زبانوں میں ہیں۔ مثال کے طور پہ ایک نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو ؎

لیس فی الدین الاہو ، ہو الحق المبیں !
اوست جسم و اوست جان و اوست افلاک و زمیں
وہ ہے روح اللہ، مریم ہے، وہ ہے روح الامیں
ہر طرف اس دا تماشا کیا مغ و کیا اہل دیں
سبھ صفت میں کیو ظہور و یار جانی دلربا

بیدل عام طور پہ اپنا تخلص بیدل استعمال کرتے تھے۔ لیکن بعض جگہ عبدالقادر

۱؎ بیدل کا کچھ کلام قاضی پیر محمد کی بے پروائی سے ضائع بھی ہوا ہے۔ اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ آپ تقریباً ہر کافی میں رواج کے مطابق تخلص استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب آپ کی بعض کافیوں میں تخلص نہیں ملتا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کافیوں کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

یا قادر بھی استعمال کیا ہے ؎

عشق ازلی جن کھے آھي
کاٹ کٹھن تن کھے ناھي
عبدالقادر چاٹ!
نانھن کنھین جي ممرک سلٹ جي

؎ قادر عشق دیاں کرا تباتیاں — کہہ توں انا الحق والیاں باتیاں
جام وحدت پی ڈیہاں راتیاں — ماریں طبل خدائی دا

اس کے علاوہ آپ نے اپنے فارسی دیوان سلوک الطالبین میں اپنا تخلص طالب استعمال کیا ہے۔

بیدل کی شاعری کے مطالعہ کے دوران جو خصوصیت سب سے پہلے سامنے آتی ہے وہ وحدت الوجود کا نظریہ ہے۔ بیدل نے اپنے تمام کلام میں بھرپور طور پر اس نظریے کا ذکر کیا ہے ؎

یار بے رنگی نور نہانی — پہرے پوش آیو انسانی
سہس ولیس ساں پاٹ سنگاریو

؎ اپنی ذات چھپاوٹ کیتے — بیدل نام سڈاؤندے ہو

؎ مذہب داسٹ گوڑا جھگڑا — وحدت دا گھن راہ

وحدت الوجود کے ساتھ بیدل عشق کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ بلکہ اسے خدائی نعمت قرار دیتے ہیں۔

؎ عشق عطا الہی ہے — برہا نہ چیز بھائی ہے

ے عشق عطا کیا نُوں تو کھے ــ بیدؔل کر سُشکرانہ

ے عشق بازن جا منصب عالی ــ منکر جو منھن کارو

عشق حقیقی ہو یا مجازی بیدؔل دونوں پر جان نچھاور کرتے ہیں۔ فارسی غزل میں جس عشق اور معشوق کا تصور ابھرتا ہے۔ بیدؔل کے ہاں اس کا اظہار بھی پوری روایت کے ساتھ موجود ہے ؎

عشقش نہ منصبی است کہ ہرخس بدو رسد
[illegible] از ہزار خاص یکے کس بدو رسد
[illegible] نہ سوزد بہ قیل و قال
[illegible] مگر [illegible] مقدس بدو رسد
[illegible] کہ کنایۃ زوصل اوست
لطفے کہ دست کوشش مفلس بدو رسد
مقصود دور راہ دراز و مجال تنگ
یارب کرم کہ بیدؔل بیکس بدو رسد

چونکہ اردو غزل فارسی غزل کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ اس لئے فارسی غزل کی جملہ صفات سے متصف ہے۔ بیدؔل اس روایت کا پوُرا احترام کرتے ہیں ؎

رات تجھ بن پکار رکھتے ہیں ــ دن سبھو انتظار رکھتے ہیں
لعل لب کی قسم کہ گوہر اشک ــ محض بہر نثار رکھتے ہیں
نزہت وصل یاد کرکے مدام ــ چشم کوں آبدار رکھتے ہیں
برق رخسار کے تماشا میں ــ دیدہ ابر بہار رکھتے ہیں
محفل درد عشق میں بیدؔل ــ عزت و افتخار رکھتے ہیں

تاریخ گوئی کا ملکہ بعض شعراء میں فطری ہوتا ہے اور ہمارے ہاں یہ فارسی سے آیا ہے۔ بیدلؔ کو تو تاریخ گوئی میں کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ نے اتنی تاریخیں کہیں کہ ایک پوری کتاب "تواریخ رحلت ہائے رجال اللہ" کے نام سے تیار ہو گئی۔ بیدلؔ نے پیمبر اسلام، خلفائے راشدین، امامین اور معروف صوفیائے کرام کے علاوہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کی پیدائش اور وفات پر کئی تاریخیں کہیں ان میں سے تین ملاحظہ ہوں

تاریخ واقعۂ کربلا

؎ اوّلیں کبریٰ قیامت قتلِ اولادِ رسول
درسنِ شصت و یکم مثلش نباشد در وجود

تاریخ شہادت منصور

؎ دومی وسطیٰ قیامت واقع بس ہولناک
در نہم سال و سہ صد قتل شد حلاج بود

تاریخ وصال شہباز قلندر

؎

سرورِ سندھ قلندر کہ زہے سلطان بود
مخزنِ مردن مطلع نورِ جہان بود
شاہ بازی است کہ درعالم تمکیں عروج
وصف طیرانش میرون ز حد امکان بود
دُرِ دریائے معارف چمن باغ بقا
مرقد روشن او شہرہ بہ سیوستان بود
جامع شرع و توحید شہ قطب الدین!
میر مخدوم حسینی و ولی عثمان بود

دل چوں تاریخ وصالش بجُستہ زمردش
ہاتفم گفتہ کہ او لعلِ یمن عرفان بود
۱۱۵۰ھ

بیدؔل کی شاعری کی ایک خصوصیت علاقائی تہذیب وثقافت کی بھرپور نمائندگی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدؔل کے ہاں علاقائی رومان خصوصاً ہیر رانجھا کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ بیدؔل کے ہاں رانجھا طالبِ حقیقت کی حیثیت سے ہیر کی تلاش میں سرگردان پھرتا ہے ؎

تخت ہزارا چھوڑ ڈتوسی۔ جھنگ سیال سیباٹنا

اور اس کا عشق ہیر کو دو جگ میں مشہور کر دیتا ہے۔

ہیر نوں رمز رانجھن دے کیتا۔ ملکیں وچ مشہور

اسی طرح سری کرشن، ہولی اور بندرابن کا ذکر اپنی تمام روایات کے ساتھ ملتا ہے ؎

بندرابن میں کھیلے ہوری ــ شام سندر دل کُٹلا زوری
چشم اوہیں دے سانوں چیٹک لایا

بیدؔل نے علاقائی تہذیب و ثقافت کی بھرپور نمائندگی کے لئے مقامی زبانوں یعنی سندھی، سرائیکی اور ہندی میں شاعری کی۔ انہوں نے ہندی میں بڑے خوبصورت اشلوک کہے ؎

سنجاں سکھنا کوئی نہیں، ہے ہردے اندر لعل
مورکھ گنڈھ کھولتا نہیں، کرمیا بھیا کنگال

؎ جگت باغیچہ رام کا، سندر اس کے پھول
بھونرا واس دے واسطے اس میں آیا بھول

http://www.muftbooks.blogspot.com/

؎ پتھڑی موہ اندھاریاں ، چاندی موہ چکور
سادو مانگے اور کچھ ، سنساری کچھ اور

؎ سادھو جنم جنم ہے انتریامی بیک
مرنوں اگے جو مویا اس میں مین نہ میک

؎ قاضی پنڈت پڑھ چکے بید کتب انیک
جا ہوئی ساہو رہی کون مٹاوے لیکھ

فارسی اور اردو شاعری میں عام طور پر محبوب سے اس کی بے وفائیوں کا گلہ شکوہ کیا جاتا ہے۔ اسے اکثر اوقات ظالم، جفاجو، ستمگر اور کافر کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کی علاقائی شاعری میں محبوب سے عجز و انکسار اور خلوص و محبت سے بات کی جاتی ہے بیدل کے کلام میں ڈھونڈے سے بھی محبوب کا شکوہ و شکایت نہیں ملتا۔ بلکہ وہ انتہائی انکسار اور نیازمندی کا سے اظہار محبت کرتے ہیں ؎

سجدہ کیتا ساڈے ساہ ⁂ رانجھے نوں روز ازل وچ سئیاں

بیدل نے اپنی شاعری میں کئی شعراء کا اثر لیا ہے جن میں سچل سرمست، شاہ لطیف مولانا رومی، حافظ شیرازی، مولانا جامی اور کئی دوسرے شامل ہیں ؎

عشق عطا الٰہی ملدا ⁂ نہیں کوئی کسب کماوٹ دا — سچل

؎ عشق عطا الٰہی ہے ⁂ برہا نہ چیز بجائی ہے — بیدل

؎ غمزہ رمزاں یار میڈے دیاں ڈیکھ جو وتدا چائی
جتھاں کتھاں حاضر ناظر آپ کھڑا رنگ لائی
وھو معکم اینما کنتم جا نزکیتی جاؤ

سچل

ع علوم مذاہب دے سٹ، سبق سلوک دا پڑھنا!
جتھاں کتھاں رانجھن وسدا کابل ولیس کرنا!
وُ ھو معکمہ اینماکنتم کو حرف پکڑنا مول نہ مڑنا (بیدلؔ)

؎ شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ٭ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما ٭ اے تو افلاطون و جالینوس ما
(رومیؔ)

؎ عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ٭ عشق ہے ہادی رہبر میڈا!
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ٭ عشق ہے میڈی پشت پناہ
(بیدلؔ)

؎ آسماں بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند (حافظ)
؎ بار برہ دا باری جو جاتا — عرش فلک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سرتے اٹھایا (بیدلؔ)
؎ متاب از عشق رو گرچہ مجازی است ٭ کہ آں بہر حقیقت کارسازی است (جامیؔ)
؎ سو ہٹاں باز حقیقت دا ہے ٭ لاشک عشق مجاز (بیدلؔ)

جس طرح بیدلؔ نے دوسرے شعراء سے اثر لیا۔ اسی طرح آپ نے بہت سے شعراء پر بھی اثر ڈالا ہے۔ سندھی کے معروف صوفی شاعر پیر علی گوہر شاہ اصغر کو کافی عرصہ بیدلؔ نے تعلیم دی اور انہیں مولانا رومؔ کی مثنوی سبقاً پڑھائی۔ یہی وجہ ہے کہ پیر علی گوہر شاہ کی شاعری میں تصوف کی گہری چھاپ موجود ہے۔
بیدلؔ نے اپنے فرزند محمد محسن بیکسؔ کی شاعری پر بھی پورا اثر ڈالا۔ علاوہ ازیں بیدلؔ کے زمانے میں آپ کے اثر کی وجہ سے روہڑی میں شاعری کا بڑا چرچا تھا، اس کے نتیجے میں سید نواب شاہ، محب علی شاہ اور فقیر علی بخش جیسے شاعر پیدا ہوئے اگر ان شعراء کے کلام پر بیدلؔ کے اثرات بیان کئے جائیں تو یہ تحریر کافی طویل

ہو جائے گی۔اس لئے یہاں صرف خواجہ فرید کے کلام پر بیدل کے اثرات ملاحظہ فرمائیے ؎

بار برہ دا باری جو جاتا ٭ عرش ملک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سر تے اٹھایا (بیدل)
؎ آپے بار محبت چایم ڑی ٭ ونج آپ کوں آپ پھسایم ڑی (فرید)

؎ سوہناں راز حقیقت دا ہے ٭ لاشک عشق مجاز (بیدل)
؎ وہ حضرت عشق مجازی ٭ سب راز رموز دی بازی (فرید)

؎ عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ۔ عشق ہے ہادی رہبر میڈا
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ۔ عشق ہے میڈی پشت پناہ (بیدل)
؎ قسم خدا دی قسم نبی دی ٭ عشق ہے چیز لذیذ عجب (فرید)

؎ لیلیٰ ناں سڈا، کھس گھنسوں ۔ قیس دا صبر قرار (بیدل)
؎ مجنوں کارن لیلےٰ ہو کر ۔ سو سو ناز ڈکھایا (فرید)

؎ ڈر ہدایا کنز قدوری ۔ طوانے نوں ڈبوے مغروری
جنھیں دا منصب ہے منصوری ۔ کھیلے برہ دی بازی سو (بیدل)
؎ سکھ ریت روش منصوری نوں
ہن ٹھپ رکھ کنز قدوری نوں
(فرید)

باب سوم

بیدلؔ کی سرائیکی شاعری کا تنقیدی جائزہ

بیدلؔ کی سرائیکی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصّہ تو شاعری کے باقاعدہ اور مستقل موضوع انسانی حسن و عشق کے تذکرے سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصّہ نظری شاعری کا ہے جس کا تعلق وحدت الوجود اور عشق الٰہی سے ہے۔

؎ عشق دے باجھوں بیدلؔ
جگ وچ جیوݨ محض اجایا

بیدلؔ کے دور میں ذہین طبقہ تصوف کی طرف مائل تھا۔ کیونکہ تصوف عام طور پر دورِ انحطاط میں مقبولیت حاصل کرتا ہے اور اس وقت سندھ کے سیاسی اور سماجی حالات افراتفری اور شکست و ریخت کا شکار تھے۔

بیدلؔ سے کچھ پہلے مدد خان پٹھان کی قتل و غارت، کلہوڑا خاندان کا زوال بعض معزز شخصیتوں مثلاً شاہ عنایت جھوک والے مخدوم عبدالرحمٰن، میر بہرام خان، میر صوبدار خان، سرفراز خان اور میر بجار خان کے بہیمانہ قتل ایسے سانحے تھے، جنہوں نے لوگوں میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا احساس گہرا کر دیا تھا۔

بیدلؔ کے اپنے عہد میں تالپور حکمرانوں کو انگریزوں نے شکست دے کر پورے سندھ پر قبضہ کر لیا۔ اس قبضے کے دوران اِن اجنبی حکمرانوں نے شاہی

محلات کو جس بیدردی سے لوٹا۔ بیگمات سے زیورات اور کپڑے اتار کر انھیں ننگا کیا۔ حیدرآباد اور خیرپور کے حکمرانوں کو لوٹا، کلکتہ اور ہزاری باغ میں نظر بند کیا۔ اس سے پورے سندھ میں مایوسی اور خوف و ہراس پیدا ہو گیا۔ اور لوگوں میں زندگی سے بیزاری اور خانقاہی نظام میں سکون کی تلاش کا رجحان غالب آگیا۔

عام طور پر کسی شاعر کے تنقیدی مطالعے میں اس کے مزاج اور عقائد کے علاوہ اس دور کے سیاسی و سماجی حالات سے پیدا ہونے والے نظریات کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔

بیدلؔ کی سرائیکی شاعری پر اس عہد کے سیاسی و سماجی حالات سے پیدا ہونے والے نظریات کے ساتھ ساتھ آپ کے مزاج کا بھی گہرا اثر ہے۔ اگرچہ بیدلؔ کی شاعری میں خاندانی مذہبی عقائد کا بھی پرتو ملتا ہے جن کا اظہار مناقب، تاریخ گوئی اور مرثیوں میں ملتا ہے۔ لیکن یہ رسمی قسم کی شاعری ہے۔ بیدلؔ کی بھرپور شاعری جو زیادہ تر دوہڑوں، کافیوں اور سی حرفیوں پر مشتمل ہے۔ وجودی نظریئے اور عشقِ الٰہی سے متعلق ہے۔

انگریزوں کی آمد سے سندھ کے جاگیردارانہ سماج میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ انہوں نے نہ صرف اس نظام کو باقی رکھا بلکہ کئی نئے جاگیردار بھی پیدا کئے۔ لوگ جن کی اکثریت زمین سے وابستہ تھی اسی طرح جاگیرداروں کے دامن سے بندھے رہے اور پہلے کی طرح اپنی غلامانہ زندگی پر شاکر و صابر رہے۔ حتیٰ کہ غلامی کا تصور صوفیانہ شاعری میں نفرت انگیز لہجے کی بجائے خوبصورت معنی میں استعمال ہوتا رہا۔ بیدلؔ فرماتے ہیں ؎

پاھنپ والی قید میں آیا ــ نبی علی رابتھ نام سڈایا
چھوڑ خدائی خطاب

اس دور میں جاگیرداروں کی غلامی نے لوگوں کے شعورِ ذات کو اتنا کمزور کر دیا کہ وہ اس کی نفی کو ایک اچھا عمل تصور کرنے لگے ؎

نابودی وچ اپنا جائی ــ سالک سارا وجود

معدومی دے مَے خانے توں ۔ پُرپی جام شہود

ایسے سماج کے اندر مظلوم طبقے کے اندر انسانی عظمت کے احساس کا مرجانا لازمی تھا نتیجتاً وہ خود کو مسکین کمزور اور بیکس سمجھنے لگے یہی وجہ ہے کہ بیدل کے کلام میں اکثر اوقات اپنے لئے "نمانے" کا لفظ استعمال ہوتا رہا۔ ممکن ہے بیدل تخلص بھی انہیں خیالات کا عکس ہو ؎

ڈیکھ اساڈا حال نمانڑاں ۔ مہر نظر مڑ بھال

بیا سبھ عالم وسدا ہسدا ۔ عاشق پھرن نمانڑے
یار جنھاں سر آیا

بیدل ایک شریف اور منکسر انسان تھے۔ آپ کی شاعری میں یہ منکسر المزاجی اور دھیما پن آپ کے اس مزاج کا پرتو ہے کیونکہ آپ اپنے ہمعصر شاعر حمل خان لغاری کے کلام کی گھن گرج اور شان و شوکت کی بجائے اپنے کلام میں نرمی اور سادگی کا زیادہ اظہار کرتے ہیں۔

جہاں انقلابی فکر رکھنے والے نقاد تصوف کو دورِ انحطاط کی علامت گردانتے ہیں۔ وہاں وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ کوئی نظریہ سراپا برائی نہیں ہوتا تصوف نے دورِ انحطاط کی پیداوار ہونے کے باوجود دنیا پر بھرپور مثبت اثرات بھی ڈالے ہیں۔ انسان کے اندر جو شیطان چھپا ہوا ہے اس سے ہمیشہ فیصلہ کن جنگ صوفیائے کرام نے لڑی ہے اور اس پر غالب بھی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا کے کردار نے ہر جگہ علماء کی بوجھل علمی بحثوں کی نسبت زیادہ لوگوں کو متاثر کیا ہے ؎

عالم فاضل وِچ مسیتیں بہہ بہہ مسلے کردے
نیک نامی کوں چھوڑ اساں ہُݨ راہ رندی دے ٹُردے
با جھوں حرفِ عشق دے بیدل بیا کوئی سبق نہ پڑھدے

لوکاں کنز قدوری پڑھدے عاشق علم لدنی
وحدت دے دنیا میں عقیدی نہ شیعی نہ سنی
بیدل نال یقین نبھائیں چھوڑ دلیلاں ظنی

جیسا کہ فیروز الدین منصور نے لکھا ہے جب حاکم و محکوم کی تہذیبیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ایک نئی مشترکہ تہذیب کی صورت میں نشو و نما پاتی ہیں اتحاد اور یک جہتی کے جذبے کو ابھارنے کے لئے اس زمانے میں وحدت الوجود کا ہتھیار موثر ثابت ہوتا ہے۔

کلہوڑوں کے بعد ٹالپوروں اور ان کے بعد انگریزوں کو اس بات کی سخت ضرورت تھی۔ اس نظریے کو پروان چڑھایا جائے۔ تاکہ اتحاد اور یک جہتی کے نام پر وہ اپنی بادشاہت یا حکومت کو مستقل کر سکیں۔

وجودی نظریے نے جہاں ان کی اس ضرورت کو پورا کیا۔ وہاں اس نے لوگوں کے درمیان مذہبی تعصب کو ختم کرکے رواداری کے جذبے کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ اور اسطرح مختلف مذاہب کے پیروؤں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع دیا

آپے ہندو مومن ایک — وچ عقیدے وحدت والے

انگریزوں نے اگرچہ جاگیردارانہ سماج کو باقی رکھا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ نئی ایجادات اور نئے خیالات بھی لے آئے۔ جس سے جاگیردارانہ سماج کے ٹوٹنے اور پرانے خیالات میں تبدیلی کی غیر معلوم بنیادیں ضرور پڑ گئیں۔ بیدل جیسے ذہین انسان نے ان خیالات کا پرتو دیکھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیدل کے ہاں سرداری مذہبی خیالات پر تنقید ملتی ہے

آپے وسدا آپے — ہے شیعہ سنی کون!

مذہب داسٹ کوڑا جھگڑا — وحدت دا گھن راہ

فریڈرک اینگلز نے بالزاک کے ایک ناول کے مطالعے کے بعد کہا تھا۔ کہ مجھے

اس ناول نے فرانس کی تاریخ کو سمجھنے میں تاریخ کی کتابوں سے کہیں زیادہ مدد دی ہے بیدلؔ کے کلام میں بھی ہمیں اس عہد کے خیالات و نظریات کا بھرپور عکس ملتا ہے اور یہی فن کی معراج ہے۔

بیدلؔ نے بعض شعراء کی طرح اپنے نظریات کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا بلکہ انہیں خوبصورتی اور سادگی سے مدھم لَے میں علامتی انداز میں اس طرح پیش کیا ہے جیسے

ع میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

علامات کا استعمال سیاسی جبر و تشدد کے دور میں صرف اپنے خیالات کو معانی پہنانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ فن کی خوبصورتی اور بلند معیار کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ بیدلؔ کے ہاں علامات نے فن کو معراج کی منزل پہ پہنچایا ہے۔

فریڈرک اینگلز کے خیال کے مطابق کسی تخلیق میں مقصد جتنا زیادہ چھپا ہوا ہوگا۔ فن پارہ اتنا ہی بلند ہوگا۔ بیدلؔ نے اپنی شاعری میں علامات کے ذریعے اپنے کلام کو خوبصورت لباس پہنا کر قاری کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس سے آپ کا فن کسی مُلّا کی تبلیغ کی بجائے کسی گلوکار کی مترنم آواز بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدلؔ کے ہاں صوفی، منصور، رانجھا اور کنز ہدایہ اپنے علامتی معنوں میں ملتے ہیں ؎

شیعہ سنی بھیونڑ سوکھا ۔ صوفی کون سڈا دے گا

؎ مَنصُوری مذہب دے باجھوں ۔ اس رستے آوے کون؟

؎ سجدہ کیتا ساڈے ساہ ۔ رانجھے کوں روز ازل وچ سئیں

؎ ملاں پڑھدے کنز ہدایہ ۔ رندی رمز سُنا دے کون؟

حصّہ دوم

ڈوہڑے

(۱)

کشف قبور قلوب نہ منگیں، منگیں درد ہکلّا
مے نوشاں دا مشرب چوکھا تسبیح چھوڑ مُصلّیٰ!
منصوری منصب دا بیدؔل ہے مقصود مُعلّیٰ!

(۲)

ماہی نال اساڈیاں اکھیاں لگیاں وہ وہ لوکاں
شاہ حسن دیاں فوجاں چڑھیاں نازدیاں مارن نوکاں
بیدؔل عشق محبّت باجھوں بی سبھ کوڑی ہوکاں

(۳)

نرگس نین ساڈے دلبر دے یا وت پریم پیالے
بازاں وانگوں ڈیون باولیں[۱] کھاون خوب نوالے
بیدؔل ماس دلیں دا منگدے کون انھاں نوں پالے

(۴)

آہو چشم ساڈے سجناں دی، یا وت شیر شکاری
بنڑ چھی وانگ ڈکھالی ڈیندین یا کالی تیز کٹاری
نیزا ناز نسنگ[۱] مرینیدے ہاتک[۲] وچ ہسواری
بیدؔل بچن محال انہیں دا، جا اکھیاں دی ماری

---

[۱] دلیر۔ بہادر۔ [۲] ہوشیار۔ چالاک۔

(۵)

عالم فاضل وِچ میتیں بہہ بہہ مسئلے کرُ ندے
نیک نامی نوں چھوڑاساں چُن راہ رندی دا ٹُرندے
باجھوں حرف عشق دے بیدل بہیا کوئی سبق نہ پڑھندے

(۶)

ذات صفات بیکا کرجانی پی کوئی بھول نہ بھُلیں
جیہی ویس لبیس میں ویکھیں چال ادب دی چَلیں
وحدت دی وادی میں آکر ول نہ پچھو تیں ولیں

(۷)

عشق لگا تدبیراں مُکیاں بار غماں سر آیا
درد فراق دا سُندے نال سینے سوز سمایا
بیدؔل پرد دے باجھوں جگ میں جیوُن مُحض اجایا

(۸)

جنگ جدال مذہب والی سالک ترت مُٹیندی
ذوالفقار پرد دی ہتھ کر بستی مار بنیندی
بیخودی دی مے پی بیدؔل میں دی پاڑ پٹیندی

ذ جعدی

(۹)

حاجی حج ثواب دے طالب، عشق عشاقاں بھاندا
محبوباں دی طرف تنہاں، سے کرن طواف تساندا
جتھاں جمال ماہی دا ڈٹھڑا، حج قبول انھاندا

(۱۰)

عشق اساڈے سر تے سیّاں ڈاڈھا کٹک چڑھایا
ابرو چشم تے خال زلف دی، چلکے تاب ڈکھایا
حسن دی فوج دی ڈیکھ سیاست میں تاں ہوش گنوایا

(۱۱)

نین سپاہی سر سر دا[1] ہی، مغلاں[2] وانگ مرینیدے
بیکس بیدل شوداں نوں ہس ہس قتل کرینیدے
لٹ بھر مار اجاڑ بناون، جیہی طرف چڑھینیدے

(۱۲)

رانجھو[3] نال پریت لگایم، چھوڑکے مٹھا[4] چاری
رنگ[5] پور دے وچ مول نہ رہساں ویساں تخت ہزاری
نیناں دے وچ نین لگا کے سرت[6] گنوایم ساری
میں تاں رانجھو ہو ہویس، کرُ ندین شکر گزاری

---

[1] مراد وجان سے لالہ [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [3] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [4] رشتہ دار
[5] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [6] ہوش عقل

(۱۳)

ماہی نال اساڈیاں اکھیاں، آ اچانک اڑیاں
ناز حسن دیاں فوجاں ڈیکھو نال کٹک دے چڑھیاں
بیدل بے پرواہ بلا شک خون کریندیاں کھڑیاں

(۱۴)

لوکاں کنز قدوری پڑھدے، عاشق علم لدنی
وحدت دے دریا میں بھیندی، نہ شیعی نہ سنی
بیدل نال یقین نبھائیں، چھوڑ دلیلاں ظنی

(۱۵)

ہو دے باجھوں، بیا سبھ پڑھیا، سانوں عشق بھلایا
وحدت دی تحصیل میں مطلب بیا سبھ علم اجایا
بیدل تھی غلام انھاندا جنھاں مذہب دین گنوایا

۱۳، ۱۴، ۱۵ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

کافیاں

ا

اَج پیا[1] ہوری کھیلن آیا
سہیں رنگے بیرنگ سمایا
سہتیں[2] روپ اروپ سماوت ۔ وحدت کثرت رمز رلاوت
نوع بہ نوع جانی جلوا پایا
بندرابن[4] میں کھیلے ہوری ۔ شام سندر[5] دل لنڈا زوری
چشم اہیں تے سانوں چینک لایا
عطر گلال عنبیر اڈاون ! ۔ گھٹ گھٹ گیت الستی گاون
ہس ہس میں نوں تہ برہ بچھایا
بیدل ہوری حیرت والی تیہٹی[6] کھیلن کھیل نرالی !!
بار برہ جنھاں چم سر چایا

---

۱ محبوب ۲ ہوا، ۳ سینکڑوں ۴ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۵ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں
۶ اصلی۔

۲

جانی جوگی دا کر بہانا
راہ مسافر آوندا !

سر پر کلنگی مکھ وچ مرلی ۔ گیت الستی گاوندا
رنگ پور دے وچ بناکر بیٹھک ۔ رانجھو رمزاں لاوندا
مشتاقاں دے مارن کیتے ۔ خونی چشماں چاوندا
گھور نیناں دی نال اچانک ۔ ہیر نمانی نوں گھاوندا
بیدل نال کرم کر سوہنا لاکر نینہہ نبھاوندا

(اُمر جوگ)

---

۱ ڈنگ رخو زیر

۳

چلو ری سئیاں چمن چا ویکھیں
آپ چمن میں آیا

آیا شاہ حسن دل جانی ۔ باغ صفاتی وچ سیلانی
رانجھن پیا کورایا
الف دی صورت سرو سوہارا ۔ اثباتی نوں کر اظہارا
وہم وجود ونجایا!
ہر گل میں خوشبو سکائی ۔ وحدت دے وچ بوٹ بیائی
چھوڑ بیا رفکراجایا
بیدل "ثم وجہ اللہ" ۔ ہر جا گل گلزاری دہ دہ
ہادی حق فرمایا!!

سُر بسونت

ا۔ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

۴

دلبر ساڈے ویڑھے
نانؔ اللہ تئیں آٹنا

مشتاقاں نوں نال مہر دے ۔ ماہی مکھ وِکھانا
دردمنداں نوں نال مہر دے ۔ اِتنا نہ ترسانا
کدھ اس کرلیں محب مسافر ۔ ساڈے کول توں مقاٹنا
بیدل آکھے تیڈے باجھوں
ساڈا روح نمانا

(سُر بلاولی)

ؔ نام

۵

دم مولا دم مولا
نہیں اتھاں کجھ بھولا

دین کفر دا ویکھ ونجایا ۔ رمز رندی دا رولا
پہرن والا ہکو رانجھن ۔ لکھیں ہزاریں چولا
اوّل آخر ھو حق ظاہر ۔ گم تھیا وچوں گولا
لاشک آپ نوں ہوئی سجھن ۔ بئی جھیندا[۱] گولا
بیدل بھن کرماہر تھیویں
عبدیت دا اولا!

(سر جوگ)

ط پڑھنا

۶

ڈاڈھا اوقات کو آیا
سر منصورؔ دے یارو !

اُہیں اوقات دی حالت ۔ اُسکوں گجھڑا راز سلایا
لوں لوں اندر جا اہیں دی سوز دا بحر سمایا
برہوں دا بانکے بار گھنیرا بسم اللہ کر چایا
بعد اماماں اُہیں عاشق نوں گھاٹ عشق دا گھایا
عشق دے با جھوں بیدلؔ
جگ وچ جیوݨ محض اجایا

(سر بلاولی)

ؔ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ـ گھاٹ

۷

ڈاڈھا چیٹک لایا
اکھاں ناز بھریاں

ڈیکھو سیالیں مرن غمزیں ۔ رانجھو دا روح ریجھایا
صورت والا ویس عجائب ۔ بہوں سانوں خوش آیا
سُدھ آہیں نوں ساری ہوسی ۔ جی گھوڑ[1] نیناں دی گھایا
تخت ہزارا چھوڑ ڈتوسی ۔ جھنگ سیال سیبا[2] یا
گلی محبوباں دی جاوے کوئی
بیدل بخت سوایا

(مُرکاموُل)

---

۱ زیادہ ۔ صدقہ ۔ تصدق ۲ پسند آیا ۔

۸

رنگ ثبوت صفائی دا
آہے شعلہ شمع الٰہی دا

آدم بن کے زمین تے آیم ـ نوح اُتے طوفان چڑھایم
کھوڑی وِچ خلیل سٹایم ـ جلوہ ذات ضیائی دا
کدٖاں قاری آیاتی وِچ ـ کدٖاں وت رند خرابانی وِچ
ہُوحق ہر سُو اشاقی وِچ ـ ناں سفید سیاہی دا
کدٖاں قلزم وانگر جوشی ـ کدٖاں وت بیخود وِچ مدہوشی
کدٖاں حیرت سوں ہم آغوشی ـ کدٖاں احوال جُدائی دا
"انا احمد" رمز نہانی ـ "بلا میم" احد عیانی
سُبحانی ما اعظم شانی ـ شان شرافت شاہی دا
قادر عشق دیاں کراتباتیاں ـ کہہ توں "انا الحق" والیاں باتیاں
جام وحدت پی ڈینہاں راتیاں ـ ماریں طبل خدائی دا

سُر بردہ

---

۱ بھٹی ۲ دیکھنا ۳ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

۹

سانوں محبوباں دی ماݨے
ڈاڈھا چیٹک لایا

ڈیوݨ طعنے ماہی والے ۔ سانوں لوک ایاݨے
دو بنھاں درد ڈکھایا
ناز نیاز دے تیڈے میڈے ۔ گالھیں گاسن گاݨے
محبت شور مچایا
بیا سبھ عالم رسدا وسدا ۔ عاشق پھرن نماݨے
بار جنھاں سر آیا
نفل نمازیں ورد وظائف ۔ عشق بنا ملواݨے
کرندے جہد اجایا
ڈو ہیں جہان ظاہر باطن بیدل خیال اکاݨے
عشق والا رکھ رایا
(سرجوگ)

---

۱ بے قراری ۔ جادو

۱۰

سانوں نیناں دے ناز
ڈاڈھا چیٹک لایا، لایا

چوچک جائی ڈلیسی جائی ۔ سر وچ سوز گداز
عشق جنہیں سر آیا، آیا
روزِ الستؔ اساڈی روحاں ۔ عشق دا سُن آواز
بارِ غماں سر چایا، چایا
محبوباں دے نین شکاری ۔ جیویں بحری باز
گھور انھاں دی گھایا، گھایا
شاہ منصور جیہی بےسروپا ۔ صورت وچ مجاز
سر حقیقت پایا، پایا
بیدل نال سبب دے سانوں ۔ نادی ملیا ھمراز
عشق خودی نوں کھایا، کھایا

(سرجوگ)

ؔ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۱۱

سوہنا تیڈی چشماں
سانوں چیٹک لائی

من مشتاقاں دار مژہ غمزیں — گھور تساڈی گھایا
دام زلف دی دلڑی ساڈی — نال فریب پھسایا
روح اساڈی نال روز ازل وچ — پرت دا پیچ توپایا
ڈیکھن سیتی سوہنی صورت — محبت مچ مچایا
بیدلؔ بردا تیڈڑے در دا — جنھن سر تیڈڑا سایا

(سُر بسنت)

۱۴

شاہنشاہ سیالیں دے وچ
شوقوں چاک سڈایا

تخت ہزارے والے نوں تھیا ۔ سیر کرن دا رایا
یار بیرنگی کانڑ تماشے ۔ سہیں رنگ بنایا
شاہ لباس چاکاں دے پہرے ۔ کثرت ٹھاہ ٹھہایا
وجھلی آہیں دی دل ساڈی نوں ۔ رمزیں نال ریجھایا
ٹھگ دلیں دے ساکوں بیدل
ڈاڈھا چیٹک لایا!

(سرجوگ)

۱۳

شاہ دریا لہر وچ آیا
بیرنگی وچوں رنگ بنایا

موج محیط دی کیتا پسارا ۔ اندر باہر یار نیارا
آپ وچ آپے آپ سمایا!
بار برھہ دا باری جو جاتا ۔ عرش ملک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سرتے اٹھایا
عاشق دم منصوری مارن ۔ مویاں نوں "قم" آکھ جیارن
"سر سبحانی" عشق الایا!
بیدل جو باطن سوئی ظاہر ڈیکھیں ھتھویں جدا اس توں باہر
عشق عجب اسرار چھپایا

(سرکامول)

ع ا

آسماں بار امانت نتوانست کشید   قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند (حافظ)

۱۴

شاہ حسن دا شان
برحہ بیان کریندا

شاہ حسن دیاں عجائب چالیں ۔ نتو نتو ڈیندا روز ڈکھالیں
صورت وچ سلطان ۔ اکھیاں آن اڑیندا
شاہ حسن دیاں چڑھیاں فوجاں ۔ جل دے وانگن ڈیون موجاں
تُرت کرے طوفان ! ۔ جسم جہاز بوڑیندا !
شاہ حسن دیاں ہل ہنگاماں ۔ نیندا دین کفر اسلاماں
جابر وچ جولان !! ۔ "لِمنِ الملک" پڑھیندا
شاہ حسن دا ڈیکھ تجلّی ۔ چھوڑ ڈتا صنعان مصلّی
خوک چریندا خاں ۔ وِنج قدم دھریندا
قبل الموت مریندا جوئی ۔ حسن دا شان سنجانے سوئی
بیدل عشق عیان ۔ دم منصوری مریندا

(سرآسا)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۱۵

عشق لگا سانوں مایا مایا مایا[1]

عشق دا مہنٹا وِچ سیالیں ۔ چُم اساں سر چایا چایا چایا
عشق جوگی دا الویں اچانک ۔ سراسا ڈڑے آیا آیا آیا
اہیں سیالاں ماہ میڈڑے نوں ۔ ڈاڈھا چیٹک لایا لایا لایا
صورت والڑی ویس میں الجھن ۔ پیچ ساڈے نال پایا پایا پایا
چاک سڈاونڑ ذات چھپاونڑ
بیدل یار دا رایا رایا رایا

(سُر جھنگلو)

---

[1] سرمایہ ۔ پونجی ۔

۱۶

عشق کیا الہام ۔ سنگر شبدؔ[1] سناویگا
روم روم میں رام ۔ گیت الستی گاویگا

عاشق لوگ ابھیاس کماوے ۔ انحدؔ[2] باجا برہ بجاوے
ھوھو ھل ھنگام ۔ محبت شور مچاویگا
جل تھل مظہر حق دا رایا ۔ آدم مخزن سر نیارا
محبت والے مام ۔ سنتؔ[3] سچا سمجھاویگا
بیدل برہ کی بازی کھیلے ۔ "فی انفسکم" راز پچھیلے
چھوڑ کفر اسلام ۔ ہر جا حکم ہلاوے گا

(سُر کلیان)

---

[1] شور۔ آواز [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [3] نیک [4] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۱۷

کوئی عاشق بے سر بے پا ۔ اس رستے میں آوے گا
دو جگ اپنا جوئی گنوائے ۔ سو منصب پاوے گا
عقل علم دی جا نہ کائی ۔ دین کفر جل جاوے گا
جس ویکھے عشق دی آتش ۔ پھوک اُڑاہ مچاوے گا
مذہب دی باتیاں نوں برہا ۔ ہک پل وچ اُڈاوے گا
صوفی لا مذہب مستی وچ ۔ "انا الحق" الاوے گا
شیعہ سُنّی بھیون سوکھا ۔ صوفی کون سڈاوے گا
بے سری دا منصب پا کر ۔ سولی سر چڑھاوے گا
بیدل جوئی وحدت دے وچ ۔ وہم وجود ونجاوے گا
جابجا آہیں کوں جاتی[۱] ۔ ماہی مکھ وکھاوے گا

(سُر مالکوس)

---

۱ ضرور ۔ یقینی ۔ سچ مچ

۱۸

لُٹ نیتئ دِل ساڈی ـ ہُݨ کریندائی ماݨا
در تیڈے تے سوہݨا سائیں ـ روح اساڈا وکاݨا
ڈیکھ کے تیڈیاں بےپرواہیاں ـ ساڈا جی کُماݨا
شوق تیڈے دا طفل چنگڑا ـ ساڈے ساہ سیباݨا
شمع حسن دا بیدل عاشق
تھیہ دِل بھی پروانا

(سُرجوگ)

۱۹

ماریا مینوں، جوگی کیہا جادو لایا
جوگی ڈاڈھا جادو لایا

میں نمانی نوں رانجھن ڈھولا ڈیکھو ـ جادو جوڑ بچھایا
دھن دھن مُرلی دی سُن ہِن تانیں ـ رو رو حال ونجایا
سبھ سیالیں خوش رسدیاں وسدیاں ـ برہ ساڈے بھاگیں آیا
عشق اساڈے سرناز حسن دا ـ کیڈا کٹک چڑھایا
ہیر حیرت وِچ بیدل نت جالے
ڈیکھو رانجھو دا رایا!

(سُر مالکوس)

سکھی وسے آپ دکھی رہے آپ ۔ توں بجھ آپ نوں وچوں نہ آئی
آپ سوہنا آپ رہے میاں

"کثرت" والڑا مٹھا ٹھالیں ۔ بار غماں دا سر تے چالیں
جالے وچ عذاب

بانھپ والی قید میں آیا ۔ نبی علی راتھ نام سڈایا
چھوڑ خدائی خطاب

شاہ شہید دا بیک بناوندا ۔ شان شہادت پر توں پاوندا
ہستی دا چھوڑ حجاب

مستی دے وچ من من کروندا ۔ سوز گداز دی سولی چڑھندا
سٹ سوال جواب

بیدل سمجھ توں گالھ ہماری ۔ شہ سینے وچ ہویا بیکاری
جانڑ خودی نوں خواب

(مُبر دلیبی)

۲۱

سالک سیر سلوک دا کر ۔ چڑھ عشق والی عرفات
تیڈے وچ حقیقی کعبہ ۔ کر دور سبھا درجات
بدھ احرام توں[1] وحدت والا ۔ ہک جائی ذات صفات
وچ صفا مروے محبت دے ۔ دم دوڑیں ڈینہاں رات
کر قربان خودی نوں بیدل ۔ پھر عشق دا ڈس اثبات

(سُر سارنگ)

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۲۲

سالک چھوڑ وجود ۔ بیا کجھ فن فنون نہ چلندا

نابودی وِچ اپنا چانی ۔ سالک سارا سُود
لا اِلٰہ زبانوں آکھیں ۔ تھیسی تھیو نابُود
باجھوں فنا دے مول نہ تھیوے ۔ منصوری مقصود
معدومی دے مے خانہ توں ۔ پُر پی جام شہود
"موتوا قبل المَوت" میں تیڈا ۔ بیدل ہے بہبود

(سُر جوگ)

ا فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۲۳

آوسس نیڑے یار ــ دلبر نہ تے میں مرویساں
ساڈے دل دی طرف تساڈے ــ تانگھ بگی . تکرار !
آنگن اساڈے سوہنا سائیں ــ آسیں توں کھڑے وار
دردمنداں دیاں سن دھائیں ــ مکھ ڈکھا من ٹھار
سوز فراق دے کیتے خستہ ــ سوہنا نہیں توں سنبھار[1]
وَھُو مُعَکَّم[2] اپنے قول کوں
بیدل نال توں یار[3]

(سُر جھنگلو)

---

[1] سنبھال [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [3] نبھا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

۲۴

حُسن تساڈے سہیں چاڑھے ۔ سولی تے منصور
خونی نین خماری تیڈے ۔ مست پھرن مخمور
چوٹ چشم دی، عشاقاں نوں ۔ کیتا چکنا چور
شیخ صنعان[۱] نوں کیتا عشقے ۔ ملکیں وچ مشہور
تیڈے کیتے کھڑا پکارے ۔ موسےٰ برسرِ طور
تیڈے مشتاقاں نوں نہ بھاون ۔ توں بن حور قصور
ہر شے دے وچ کیتا جائے تیڈی ذات ظہور
بے دِل وحدت دا تھی ماہر
وہم دوئی دا کر دور!

(سُر بلاولی)

---

[۱] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

٢٥

ساڈی طرف سینہا پہنتا ۔ ہے اج سوہنے یار
آسوں دیس لتاڈے جائے ۔ صورت کر سینگار
خلعت خاص حسن دی پہری ۔ آ تھیسوں اظہار
صورت وچ ڈکھالی ڈیسوں ۔ تینوں آ تکرار
ناز دے ناوک خوب مریسوں ۔ کر سوں خون ہزار
کنھن نوں آتش وچ سٹسوں ۔ کنھن نوں سر بردار
لیلٰے[1] ناں سڈ اکھس گھنسوں قیس دا صبر قرار
بیدل ڈیکھ حسن دے اولے
نور ساڈا نروار

(سر بردہ)

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۶

عشق دی کر امدا دے
لڑ تساڈے میں بگیاں یار

نظر نہ آئی اصل اساں نوں ۔ شوق جیہی کائی شادی
عقل اندوہ کنوں بھگیاں یار
ویرانی وچ حسن ہنگامے ۔ آن کیتی آبادی
تار نیناں دی میں تگیاں یار
حسن دے آئے، حال ہوئی ۔ آپ کنوں آزادی
نوبتاں نیہن دیاں وگیاں یار
بیدل نالے رکھ ہر حالے ۔ تینوں ہے قسم خدا دی
رانجھا توں رمزاں اگیاں یار

(سُرکاموڈ)

۲۷

عشق لگا تدبیراں مُکیاں
عقل دا گیا اِختیار

ناوک ناز دا لگڑا جنھن نوں ـ روندا زارو زار
عالم فاضل عشقوں ہوندے ـ جے سر بے دستار
شاہ رانجھو کنوں تخت چھڑایا ـ کیویں تخت ہزار
حُکماً آن وچایا عشقے ـ یوسفؑ وچ بازار
پیر طریقت خوک چراوے ـ گل دے وچ زُنّار
شاہ منصور نے برہے کیتا ـ سُولی دا اسوار
بیدلؔ درد عشق دی کشتی
تُرت پچاوے پار!

(مُرجوگ)

٢٨

عشق دے لاوݨ کیتے ۔ چھوڑلیس تخت ہزار
چاک سڈاوندا ۔ آپ ٹکاوندا
جھنگ سیالیں رانجھو آیا ۔ عبدیت دا منصب پایا
اپݨی خواہش ڈھولئے ۔ سر تے چانا بار
گلی گلی وِچ پھیرا پاؤندے ۔ نال سیالیں رمزاں لاؤندے
مُکھ وِچ مرلی رکھیندا ۔ کرندا درد پُکار
چھوڑلیس شاہی پہرلیس گدائی ۔ رانجھو رکھندا خیال خدائی
عشق دی وِنجھلی وجیندا ۔ روندا زار و زار
جوگ کماوݨ کُم جھنیندا ۔ "اُنا" الاوݨ دُم اکھیندا
نعرہ نیہن مریندا ۔ آپ تھیا اظہار
ہویا ظاہر شاہ نہانا ۔ اکھیں اکھیں ذاکر مہانا
کیہی چال چلیندا ۔ بیدل رانجھو یار

(سُر پُورب)

۲۹

نیہن دے نکتے سالک سمجھن
کڈاں نہ پڑھن اور !!

اُلٹا بھید سو برھے والا! ۔ سُن سُن عقل تھیوے متوالا
ذہن رہے بے زور !!
عارف علم لُجھی دے عالم ۔ وحدت والے صوفی سالم
ویندے کتاباں چھوڑ !!
رند لگا نے چھوڑ کتاباں! ۔ ویندے شوق دے راہ شتاباں
دام دوئی دا توڑ !
احدیت دا علم پڑھیندے ۔ دم منصوری مرد مریندے
بہندے تخت لہور !
بیدل خیال خودی دا کھاویں ۔ تڈاں توں مطلب دل دا پاویں
وہم ہسیائی دا بوڑ

(سر بروہ)

۱؎ سمجھنا۔

۳۰

ظاہر بیں سمجھ نہیں سگھندی ـ رنداں والڑا راز
سوہناں راہ حقیقت دا[1] ہے ـ لاشک عشق مجاز
"لن ترانی"[2] عشقاں نالے ـ اُہا نِسوُرا[2] ناز
"من خدا"[3] عطار نہ آکھیا ـ اُکھیں دا ہا آواز
آپ اکھیندا یار "انا الحق" ـ سُولی چڑھ سرباز
کتھاں بناوے نازدی مسند ـ کتھ ول کرُندا نیاز
کتھاں بے پرواہ چلیندا ـ کتھ وچ سوز گداز
بیدل دوجگ طعمہ[4] کریندا ـ عشقے دا شہباز

(سُرنٹ کلیان)

۱؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲؎ بالکل سراسر ۳؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴؎ لقمہ

۲۱

صورت دا واپاری
آیا ساڈڑے دیس

عشق دے کیتے رانجھن کیتا ۔ چھوڑکے تخت ہزاری
جوگی والڑے ویس
رنگ پور دے وِچ ویرا کرکے ۔ شاہ پھرے بکھیاری
درد کیتا درویش
دردفراقوں دردر رانجھو ۔ رو رو کرندے زاری
عشق داہے آبیش
آ اتھاہیں سرتے چائش ۔ بار دُکھاندی باری
پرت لائی پردیس
بیدل جیہی کیتی یارو ۔ ہزاریں ہک واری
ناوک [illegible]

(شرنٹ کلیان)

---

۱ چاہت ۔ محبت ۔

آپے ہندو مومن ایک
وچ عقیدے "وحدت" والے

حاجی بݨ کے مکے ویندا ۔ آپ کہے لبیک
کاشی متھرا[2] آپ پچاوے ۔ آپ کرے سرٹیک
کائی "اناالحق" دا دم مارے ۔ کائی نمازی نیک
ہر منظہر وچ بیدل[1] آکھے
یار سلام[3] علیک

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں
[3] ے دیدہ اوحدی بخاکِ درت
گوید اے طوطیا سلام علیک
(خواجہ فخر جہاں اوحدی)

۳۳

آتوں اساڈے کول ــ سدا جیویں میں سنانی داڈھول
تیڈے شعر توں نت کریندیاں ــ بگی بگی وچ بگول
سر تیڈے توں سوہنا سائیں ــ جندڑی گھتاں میں گھول
نال عشاقاں دے رل مل راول ــ مٹھڑی بولڑی ' بول

درشن تیڈے دا بیدل پیاسی
سکھڑ اگھونگٹ کھول!

(سرد مضا سری)

مداء دیدار

۳۴

راتیں ڈینہاں رکھیں دم دم تالے ۔ وحدت والا خیال وے میاں
آپے عشق بے سر بے پا! ۔ آپے حسن کمال وے میاں
سر اپنے دھر ہیر دا نالا! ۔ کرندا جوڑ جمال وے میاں
چاک سڈاؤندا وچ سیالیں ۔ شاہ شوریدہ حال وے میاں
درد عشق دا طالب تھیویں ۔ چھوڑ سبھا قیل و قال وے میاں
وحدت دے شہبازاں وانگر ۔ دوئی دا توڑ دوال وے میاں
بیدل دم حیاتی دا جالیں
خیال "ہمہ" دے نال وے میاں

(سُر نٹ کلیان)

۳۵

رانجھا تخت ہزارے دا سائیں ـ سئیاں دی لج پال!!
تیڈے نال میں جگ وچ بلیاں ـ سن رہیا سبھ سیال
تیڈے باجھوں ہک ہک پل ہے ـ ساکوں سو سو سال
جیندی یار دی ہمیشہ ہوں ہاں ـ لگڑی دامن نال
ڈیکھ اساڈا حال نماناں ـ مہر نظر کر بھال
ساہ اساڈے سجدہ تو ڈوہن ـ سوہنا لہیں سنبھال
بیدل تیڈا دامن بگڑا
منگدا قرب کمال

(سُر جوگ)

۳۶

رنگ پور ساڈے روح نہ بھانویں ـ ولیساں رانجھو دے نال
روز ازل کنوں رانجھݨ آیا ـ ساڈا محرم حال
باجھوں ماہی دے ساکوں جگ وِچ ـ جیوݨ ہو یا جنجال
تخت ہزارے داشاہ سیلانی ـ چلندا چاکاں دی چال
بیخودی دا جام پیتوسے ـ جلوہ ڈیکھ جمال
دین کفر لحظے وِچ گڑھیا ـ عشق دے جذب جلال
راہ منصوری اصل طریقت ـ بیا سبھ خام خیال
خیال ہمہ دے نال توں بیدلؔ
کوئی ڈ ہاڑا جال

(سر جوگ)

۳۷

عشق دے اُلٹے کھیل
کوئی بانکا کھیلے

کھیت عشق دی ہک پل وچ - بر ہا کریندا بھیل
شاہ منصور نوں بر ہا بنایا - عاشقاں دا سرخیل
شیخ صنعان جیہی کئی مقیّد! - نیہن دا ڈاڈھا نیل
ساعت ساعت سولی ڈاہوں - محبتیاں دا میل
بیدل جنھن نوں عشق نہ لگڑا
اُنھیں دی حق دا ڈیل!

(سُر کاموں)

---

۱ فریاد

۳۸

عشق دی اُلٹی چال

برہا دی اُلٹی چال ڑے میاں

راہ اِہیں وِچ کئی دِلاور ۔ درد کیتے پائمال
نا ایں مردیاں نہ میں جیندیاں ۔ ہے ہے میڈے حال
رنگپور دے وِچ مول نہ رہساں ۔ ویساں ماہی ڈے نال
توں باجھوں ساڈا جی نماناں ۔ مہر نظر مُڑ بھال
بیدل کثرت چھوڑ تے تھیوے
وحدت نال وصال

(سُر جھنگلو)

۳۹

ڈیکھو رانول رمزاں لایا
کیہیں کیہیں اساڈے نال

جنھن دا رنگ نکو نشانی ـ نا ارضی نا اسمانی
آصورت وچ انسانی ـ سو جلوہ ڈیندا جانی
ڈیکھ ہوش عقل کنوں گیاں ـ بیرنگ برنگ مثال
ایویں یار دا آہا رایا ـ سبھ صورت آپ سمایا
کتھاں وحدت راز چھپایا ـ کتھاں انا الحق الایا
حیرت وچ ہیں جو پئیاں ـ ویکھ نو نو جوت جمال
سوہنا صورت بݨ بݨ آوے ـ آ جھگڑیاں رمزاں لاوے
برہیں دا دود دکھاوے ـ عشق والی دید اڑاوے
ہیں گھور نیناں دی گھیاں ـ ڈیکھ چشمیں دی الٹی چال
کتھ مومن کتھ مغانہ ـ کتھ فقہ پڑھے فرزانہ

کتھ عشق دے وچ افسانہ ۔ انہیں موج کیتا مستانہ
حیران تے بیخود تھیاں ۔ ہے سمجھݨ گال محال
سبھ زہد عبادت چھوڑیں ۔ وچ جان جسم نوں بوڑیں
"ہستی" دا ٹگڑا توڑیں ۔ بیدلؔ "بھانٹڑ" نوں پوڑیں
لا من تن برہیں بھیاں ۔ رکھ وحدت والا خیال

(سُر بروہ)

مُنہ دکھاگا ۔ غرور

۴۰

رُخ رانجھو دا کعبہ قبلہ ـ عشق دا بدھ احرام
لُوں لُوں دے وچ لبیک دی وائی ـ ہو ہو ہُن ہنگام
نال طواف طلب دے سٹ توں ـ خیال خودی دا خام
وچ صفا مرؤی محبت دے ـ بے سر و پا بھر گام
سر عرفات عشق دے ہوندا ـ عارف نوں الہام
خانے خاص خدائی دے وچ ـ بیدل کر لبیرام

(سر جوگ)

۴۱

آپے وسدا آپے رسدا ۔ ہے شیعہ سنی گون؟
دین کفر اوصاف اُنھیں دے ۔ کتھ موسیٰ کتھ فرعون؟
کیمیا گر اکسیر اہوئے ۔ جیہا شیہا تیہا کون؟
کتھاں حنفی آپ سڈاوندا ۔ مست کتھاں مجنون؟
کثرت دے وچ آپ نہ ہیں ۔ جامہ گونا گون؟
بیدل رنگ دے اوے ڈیکھیں
بیرنگی بے چون؟

(سُربلادلی)

۴۲

اوسیں کول اساڈے کیڈا نہاں
رنت نہاریاں تساڈیاں راہاں

توں ج حسن دی لٹیاں ـ تیغ نیناں دی کٹھیاں!
مائے محبوباں دی مٹھیاں ـ درد فراق توں کریندیاں دھاہاں
توں ہے میڈا موہن مٹھڑا ـ توں جیہا اور نہ میں ڈٹھڑا
تو توں کیونکر جانواں چترا ـ تیڈی منگدیاں نت نگاہاں
زوراں زوری لتوڑی جالات ـ تیغ پریت دا میں نال پات
دل ہن کیونکر چینڑا جات ـ حسن عشق ساڈے دیاں آہاں
بس الاویں توں بیدل نالے ـ تیڈے کیتے کڈ صدا کتالے
تیڈی پریت کوں بیٹھا پالے ـ سٹ خیال ثواب گناہاں

(شر گنوری)

۴۳

آتوں سنجھ صباحیں
ساڈے ویڑھے

توں بِن ساڈا حال نہ کوئی ۔ دلبر دور نہ جائیں !
نان اللہ دے یار پیارل ۔ ساڈیاں بخش خطائیں !
نان تیڈے جگ قدح ہلیاں ۔ اپنڑا ننگ نبھائیں !
آ اچانک لنوڑی لات ۔ ہُنڑ دل چیت نہ چائیں !
بیدل توں بن پھرے ویگانا ۔
ماہی مُکھ ڈکھائیں

(سُہرنٹ کلیان)

لہ اُداس

۴۴

باجھ تیڈے مرجاوندیاں! — طرف ساڈے مڑ آئیں
پل پل سخوں یاد جو پوندیاں — تیڈیاں وسدیاں جائیں
اکن اساڈے یار مسافر! — سگھڑا پھیرا پائیں
نال عشاقاں راتیاں ڈینہاں — رمزاں نیاں نیاں لائیں
بیدل جیویں جوئی ڈہاڑا
گن ہادی دا گائیں

(سربروہ)

۴۵

تیرے لئی میں دلبر ـــ پھرندا ہی دربدر ہوں
رندی و عاشقی میں ـــ مشہور دہر شہر ہوں
تیری گلی میں آوندی! ـــ نت نت میں پھیرا پاؤندی
کیونکر توں مکھ چھپاؤندی ـــ درسن کی منتظر ہوں
ساڈی طرف توں آویں ـــ مڑکے کدْاں نہ جاویں
چاہیں تے ہس الاویں ـــ مشتاق یک نظر ہوں
چشماں دیاں مارچوٹاں ـــ عاشق دیاں بھنیج توں اوٹاں
رکھن بہہ دلیں دیاں گوٹاں ـــ چشم براہ گزر ہوں
بیرل ندھر سماناں ـــ آدر تیڈے وکاٹاں
ایڈا توں کرنہ ماٹاں ـــ تیڈا میں خاک در ہوں

(سربردہ)

ملے سہارا

۴۶

چلنـدا چال "انانیت" دی ـــ ہر مظہـــر سلطان
شیعہ آپ نوں ناجی جانے ـــ رکھـدا عالی شان
سُنی کر دیدار دے دعوے ـــ خاص سڈا دے خان
ہندو سُرگ[1] سھور ڈیندے ـــ باتیاں کر بیان
وچ بہشت وڑن نئیں ڈیندا ـــ ہے کون مسلمان
ڈڈو[2]، ڈبھیر، چمار تے چوہڑا ـــ ہر کو وِچ ایمان
سمجھیں سرِ حقیقت "ہر" دی ـــ صدقوں پڑھ سُبحان
بیدلؔ یاد کریندا ظاہر
آپ نوں ہر عنوان

(سُر بلاولی)

۱۔ بہشت ۲۔ کند ذہن۔ بُدھو

۴۷

رانجھو نال میں ولیساں
کھیڑاں بھیڑاں کنوں نگیساں

عشق اساڈا شرم ونجایا ـــ ہُݨ میں پدھر پولیساں
میں ماہی دے ملک جو ہوئی ـــ شہر ڈھنڈھوراڈیساں
خاک مبارک دررانجھو دی ـــ چاہ کنوں میں چمیساں
میں رنگ پور توں کیتی بیزاری
بیدل ول نہ ولیساں

(سُر بلاولی)

۴۸

ساڈیاں تساڈیاں گالھیں ـــ بہہ بہہ کرسن لوکاں
نین تساڈے ساعت ساعت ـــ ناز دیاں مارن نوکاں
راہ مسافر مار گھتیوئی ـــ چشماں دی ڈُتوئی چوکاں
دل ساڈے وچ آکر دیرا ـــ اکھیاں دے وچ جھوکاں
عشق والیاں دی عمر سجائی ـــ پل سبھ پھر ندی پھوکاں
بیوس بگیاں اکھیاں بیدلؔ
سہساں لوکاں دی ٹوکاں

(سُر جوگ)

۴۹

عشق دی بازی کھیلن عاشق
سر سر بازی لئیاں

پہلے داؤ دلیں نوں زیتا ۔ بازی ہرہ دی بے خود کیتا
حال کنوں میں گیتاں !
کیتی فوج حسن اسواری ۔ نیناں دی گھن دست کٹاری
گھائل گھور دی تھئیاں
آندے جاندے تیر چلاؤندے ۔ سر عشاق نشان پھراؤندے
نین سپاہی سنیاں
جلوا نور مقدس ذاتی ۔ ظاہر تھیا وچ پوش صفاتی
لاٹس برہا دیاں بھئیاں
بیدلؔ برہا دا چوکھا مشرب ۔ درد عشق وچ ساڈا مطلب
سکھے پریت دے پیاں

(شہر بروہ)

۵۰

کیہی لاتِ یار جانی
برہا دیاں سانوں پُھتیاں

عشق دے جادو جوڑ بچھایو ـ محبت کیتی مستانی
پیش نہ ڈے پیاں
لوکاں لیکھے گئی افعالوں ـ درد کیتی دیوانی!
ہوش عقل کنوں گیّاں
بیدل تینوں دِل مِن ڈِتڑا ـ ویکھ حسن حیرانی
موج نیناں دی نیّاں

(سُر جوگ)

۱۵

بگیاں، بگیاں بگیاں، دیداں بگیاں

سر دے نین سیاہی ـ وانگ شہبازاں دبیاں
جوگی دا مینوں جادو لگڑا ـ کرم قبیلے توں بھگیاں
مائی بابل عشق چھڑایا ـ تار تنا ڈڑے میں تگیاں
تیڈے طعنے ڈیون میں کوں ـ ل سیالیاں سبگیاں
بیدل توں ہٹ اورن پئیاں
تیڈیاں گالھیاں اگیاں

(سُر جنگلو)

۵۲

میں نوں چاک نہ بھائیں
شاہ ہزارا میں ہوں

ولیں چاکاندا پرتوں پھریم ۔ ساڈا سر سنجائیں
نور نیارا میں ہوں
جنھن منصور نوں ہسر کیتا ۔ جی توں ولیہ آئیں
سرسر سارا میں ہوں
من غدایم موج میں آکھیم ۔ پلی کنہن طرف نہ تائیں
حق اظہارا میں ہوں
بیدل بیشک ظاہر باطن ۔ ذات میں ذات سنجائیں
سچ چمکارا میں ہوں

(سُر جوگ)

۵۴

میں تے بیراگݨ تھیاں، تھیاں، تھیاں تھیاں

خویش قبیلہ چھوڑ کراہݨ! ۔ پیش رانجھو دے پیاں پیاں پیاں
بے دس لگڑا عشق اساڈے! ۔ نال سیالی ستیاں ستیاں ستیاں
برہا دیاں بھڑکن راتیں ڈینہاں ۔ تن من ساڈڑے بھیاں بھیاں بھیاں
ویلیاں ہزارے نال پیارے ۔ جھنگ کنوں میں گیاں گیاں گیاں
بیدل ساڈڑے نال ازل دے
عشق ٹکوراں لیاں لیاں لیاں

(سُر جھنگلو)

۵۴

مَیں سیلاں نِٹ بھتیاں جوگی دے نال!
اکھیاں دے پھٹیاں نوں کون چھڑاوے

جوگی تخت ھزاروں آیا ـ مُرلی اُکھیں دی شور مچایا
لٹیاں برہا دیاں بھیاں
رمز نیناں دی میں کا ڈِھرٹی ـ بُھل گئی مینوں ہے جند مٹھڑی
ناز اکھاں دے نیئیاں
شاہ رانجھو دی الٹی چالے ـ چاک سڈاوے وچ سیالے
سرت رکھو کُتّی سیّاں
نین سپاہی کرن لڑائی ـ ناز دی آون فوج چڑھائی
گھور اکھاں دی ٹھگیاں
بیدل عشق حسن حق جانیں ـ پوش اکھیں وچ شہ نوں سنجانیں
بیاں گالھیں سب بگیاں

(سُر جوگ)

۵۵

یار توں سہیں رنگ سمائیں

عرشوں آ عرب وچ سائیں ـ احمد نام سڈائیں
آدم وچ ظہورا کرکے ـ نینھوں ملک نوائیں
کا تھے دین مذہب تے حکم ـ کا تھے کفر کمائیں
فتویٰ ڈے کر اپنوں آپے ـ سُولی پکڑ چڑھائیں
واعظ تھیں توں وچ مسیتیں ـ کا تھے ناچ نچائیں
آہیں آپ بہانے بیدؔل
"انا الحق" الائیں !!

(سُر جھنگلو)

۵۶

رنت نہاریاں میں راہاں
راہاں ' راہاں ' راہاں وے

پار دریاواں رانجھن سنڈا ـ عشق ساڈے دیاں آہاں آہاں آہاں
رین ہزاری ندیاں ڈونگھیاں ـ بیڑیاں تن ڈبوون ، باہنہاں باہنہاں باہنہاں
درد ماہی دے دلڑی نیتی ـ وسر گیاں سبھ واہاں واہاں واہاں
پار عرش لنگھ پوندیاں بیدل ! !
درد عشق دیاں دھانہاں دھانہاں دھانہاں

(سُر جھنگلو)

۱۔ چارہ ، تدبیر

۵۷

نین لگی زروار سئیاں
عشق دا مہنا سرتے چیساں

پار چناہاں رانجھو وسدا ــ کوکاں میں اُروار
رین اندھاری میں پیلے ولیساں
عشق نیتا آرام اساڈا ــ چھوڑ سبھو گھر بار
رو رو رانجھن دی جھوک تچھیساں
رمز رانجھو دی ڈٹھیم بتھیاں ــ بے وس بے اختیار
سر سر واہ سبھوئی سٹیساں !!
وسوں لگئی دل ساڈی ــ لوکو نیناں دی بگڑی تار[۲]
میں ماہی دے پیش پولیساں
میں ماہی ہک ذات اہلسے ــ دوئی کیتا سانوں دھار[۳]
بیدل سر وحدت بجھیساں

(سُر جوگ)

---

۱ ظاہر ۲ چاہ۔محبت ۳ جُدا

۵۸

عشق نہیں کوئی چرچے بازی
سُولی سر چڑھاوݨ وے میاں

جام عشق دا جوئی پیوسے ۔ لکھ لکھ واری مر مر جیوسے
سوئی راز دا واقف تھیوسے ۔ سہل نہیں لنوؔ لاوݨ
عشق اماماں نوں ڈُترڑی ڈکھالی ۔ آکھݨ گالھ انھاں دی مُحالی
ویکھ اُنھاں دی ہمت عالی ۔ بار غماں سر چاوݨ
عشق منصور دے نال کیا کیتا ۔ عاشق درد پیالڑا پیتا
موزج نیناں جنھن نوں نیتا ۔ چُکا اسی مُرڑ آوݨ!
عشقے خون خاصاں دا ہاریا ۔ صُوفی دا سر نیزے چاڑھیا
عشق نہیں کائی عشرت یارا ۔ سینے سوز سماوݨ
بیدلؔ جوئی دم توں جیویں ۔ درد عشق دا طالب تھیویں
سوز گداز دا پیالڑا پیویں
بیا سبھ کوڑ کماوݨ وے میاں

(سرآسا)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۵۹

کہہ عشق کہاں سے آئے ہو
اب پھر کہاں ول جائے ہو

تیری ریت رسم اہانی ـ دام درد دا پھر ندائیں چائی
کنھن دی تو ول کھل کھلائی ـ کنھن نوں دار چڑھائی ہو
کنھن نوں وچ اڑاہ سٹاویں ـ کنھن نوں دل معراج سڈاویں
کنھن نوں قربتوں قتل کراویں ـ کنھن نوں زہر پلائی ہو
یونس پیٹ مچھی دے گھتا ـ یوسف نوں وچ کھوہے سٹا
کرم ایوب نبی نوں بچھا ـ ول جرجیس جلائی ہو
بے سر نامہ سر عطاری ـ صوفی سر نیزے ہسواری
سر بریان خلق دے خواری ـ خاصاں عام ہنسائی ہو
بیدل تیڈے دامن بگڑا ـ تنھن دے گل گھت سک دا سگڑا
تیڈے تارے تیڈڑے تگڑا ـ منگتے دان دلائی ھو!

(سر بلاولی)

۶۰

جنھن نوں عشق بتاوے راہ
تنھن نوں کون کرے گمراہ

عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ۔ عشق ہے ہادی رہبر میڈا
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ۔ عشق ہے میڈی پشت پناہ
عشق جڈاں وت حکم ہلاوے ۔ یوسفؑ نوں بازار وچاوے
ابلیس پیٹ بھی ڈیوے پاوے ۔ عشق ہے اصلوں شاہنشاہ
عشق اماماں[1] نال کیا کیتا ۔ شاہاں جام شہادت پیتا
گھنڈیاں[2] ہار یا گھنڈیاں جیتا ۔ برہا دی ذات ہے بے پرواہ
عشق اناالحق دا دم مارے ۔ سولی تے منصور نوں چاڑھے
شمس الحق دا پوستن[3] اتارے ۔ عشق دی اعلیٰ ہے درگاہ
بیدل عشق منگیں درگاہوں ۔ گھن انھیں چھکن[4] دیاں باہوں
عقلوں[5] رسید اتوں انھیں راہوں ۔ رکھ انھیں ڈھن چت دا چاہ

(سُر بلاولی)

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [3] بہت [4] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [5] عقل مند۔ ہوشیار۔

۶۱

مذہب دا سٹ کوڑا جھگڑا
وحدت دا گھن راہ

منصوری منصب وچ ٹھیوٹ ۔ کل قصہ کوتاہ!
اپنی سر حقیقت دی رکھ ۔ عاقل توں آگاہ
وحدت دانت خیال کماویں ۔ چھوڑ ثواب گناہ
بیرنگے دے رنگ ہیں تھیوے ۔ محو سفید سیاہ
نال یقین دے ہر صورت ہیں ۔ ویکھ توں وجہ اللہ
بیدل دردو جہاں نہ یابی ۔ بر ہا جیہا بادشاہ

(سرجوگ)

۶۲

بھلا بھیولی ڈھولیا
سانوں درس وِکھا

ذبح فراقیں کاہل ہویاں ۔ خون جگر دا کھا
طرف عشاقاں دے رمزیں غمزیں ۔ چوری چشماں چا
شاہ منصورنوں سولی ڈِتڑا ۔ سول تساڈے دی ساء
تبریزی دا پوش لہوایا ۔ گھور تساڈے دی گھا
ساڈے نال بھی سوہنا سائیں ۔ ڈاڈھی کالنوڑی لاء
دردعشق دا یار اسانوں ۔ بھر کر جام پلا
بیدل تیڈڑے دامن لگڑا
اپنا ننگ نبھا

(سُر جھنگلو)

۶۳

عشقے کا دریا
بے کنار عمیق سُنیے!

وِچ ترنگ اکھیں دے یار دے — دو جگ رہن سماء
لہر اکھیں دی پل وِچ لوڑھے — عقل دا کل اَٹھا
"مِن خدا" دیاں مارے موجاں — بر ہا بے پروا
غازی غوطہ مارن اُن وِچ — گم کرن سراپا
بیدل صدقے وِچ انہاں توں
جنہاں کیتی جان فدا

(سُر سارنگ)

۶۴

اللہ کرے شالا[1] آوے
رانجھو ساڈے ویڑھے

جنھاں دے کیتے بیٹھی کیدیاں ۔ ملن سو پھیرڑا پاوے
دلبر ساڈے ویڑھے

ہیر نوں بیا کجھ خیال نہ کوئی ۔ رانجھو دا راہ پچھاوے
ماریے عشق اویڑے

جی ہکو اری ماہی مہروں ۔ عاشقاں دے نال الاوے
صدق ونجاں سو پھیری

ساہ کنوں پیج سوہنا سائیں ۔ بیدل سرش[2] سیباوے
شالا وسے نت نیڑے !

(سُر جوگ)

---

۱ شالا ۔ اللہ کرے ۲ زیادہ داغ

۶۵

آ ہے عشق عجب اوقات
جس پر آوے اس سمجھاوے

عشق آدم کوں ڈِتڑی ڈُکھالی ـــ اُس بہشتوں ہولیٔ نکالی
رو رو ڈینہاں رات ـــ ملکاں فلکاں کُوک سُنا وے
نوحؑ نبی طوفان کرائیں ـــ ابراہیم کوں آگ سٹائیں
ڈتے یونسؑ مچھی دے وات ـــ سر یوسفؑ دا مل چکا وے
زکریاؑ سر کرٹ وہائیں ـــ میر یحییٰؑ کوں ذبح کرائیں
ہے بر ہا اہا ئیٔ بات ـــ زوراں زوری طبل وجاوے
عشق اماماں نال کیا کیت ـــ شاہاں جام شہادت پیتا

آ، سارا کھتیا اثبات ــ غازیاں سِر سر داہ گنواوے
شاہ منصور دے آیا نیڑے ــ کپ ٹک کیتیں بیرے بیرے
گھِن دست قرب دا کات ــ شیخ عطار دا سیں کٹاوے
شمس الحق تے صوفی نالے ــ عشق چکالیں سخت کشالے
بیدل برہ برات ــ کوئی منصب عالی پاوے

(سِر آسا)

۶۶

حُسن بسنت بہار بے رنگی
چمن کھلیا چودھاری وے

"اُینما تُوَلّو" عاشقاں نوں — آپ ڈِتّس دِلداری وے
"شہر وَجہُ اللہ" ڈیکھ تماشا — چار طرف گلزاری وے
نقش نِگار عجائب بنْیا — ہار سنگھار ہزاری وے
گلبدن گلزار ہیں آیا — ہر جا تے مُہکاری وے

پھُول کھلے کچنال بھی پھولے — اور کھلے گل اناری وے
سرو سنبل سوسن صدبرگی — بر ہیں عجب بہاری وے
باجھوں ڈیکھݨ یار پیارے — سیر چمن بیکاری وے
بیدل بو بہار دی پاویں — سرت وِنجاویں ساری وے

(سُر بسنت)

۶۷

دَم اَللہ عشق کیتے ییں جائی وے
دَم اللہ تیہن دی میں ہاں نیائی وے

عشق آدمؑ دے نال کیا کیتا نینوں نیر وہایا
ابراہیمؑ نوں زوراں زوری آتش وچ سٹایا
اسمٰعیلؑ کوں ذبح کریندا بنڈا برہا ؔتقائی وے
عشق نبی یعقوب کوں ڈِتڑا داغ فراق داڈاڈھا
زلیخا کانڑ یوسفؑ دے کیتا طرف مصر دے کاڈھا
یحییٰؑ زکریاؑ دے لہو وَہہ وَہہ ورہ وہائی وے
عشق کہیں دے نال نہ کیتی جیہی نال اماماں
سر اٹھاں پاکاند) ہویا بیحد ہل ہنگاماں
کربلا دی سر زمین تے ہوئی قیامت جائی وے
پچھے وت منصور کوں عشقے سولی پکڑ چڑھایا

شیخ عطار دا سیس کٹا کے شمس دا پوست لہوایا
صنعاں ڈیکھ سیاست انہیں دی پھر نہ اکھوں کُرلائی دے
شاہ شرف سرمد دے سر تے درد کیتی دھاڑ دھاڑی
صوفی دا سر عشق چڑھایا نیزے تے نروار ی
کیئی سالک وتن سدھانڑے بار غماں سرجائی دے
مجنوں وا لیلیٰ دے کیتے ڈا ڈھا جی جکھیندا
شیریں لئی فرہاد فراقے میں دا ٹکر ٹکیندا
ہیر رانجھو کوں بیدل ہے کیہی چاٹ چکھائی دے

(سرجوگ)

ص١ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۶۸

سکھ رمز وجود وبخاوݨ دی
نہیں حاجت پڑھݨ پڑھاوݨ دی

اکھراں دے وچ جوئی اڑیا ۔ عشق دی چاڑھی مول نہ چڑھیا
اثباتی دا علم جو پڑھیا ۔ موج اٹھیں سر ساوݨ دی
بارش برہا دی جئیں سر آئی ۔ سوز عشق وچ جالے سدائی
بید رداں کوں کل نہ کائی ۔ درد دلے دود دکھاوݨ دی
نال دلیل نہ لبھسی دلبر ۔ عقل نہ اوڈیں تھیسی رہبر
سمجھے مانم کو صوفی بے سر ۔ شاہی طبل وچاوݨ دی
بحرِ عمیق میں جوئی پلوسی ۔ دین کفر دا دفتر دھوسی
ساری سدھ انھیں کوں ہوسی ۔ ذات صفات سماوݨ دی
بیدل گاہ وحدت دی من توں ۔ طلسم وہم دوئی دا بھن توں
وچ عروج نزول دے گھن توں ۔ لذت آون جاون دی

ما شدہ، پہیلی

٦٩

عشق دا اعلیٰ شان
مشکل سگھدے سمجھ سیانڑے

عشق دا مسئلہ عاشق جانڑن ـ موزِ منصوری سالک مانڑن
چھوڑ خودی کوں نخان ـ سینے دے وچ یار سمانڑے
حسن دا قبلہ صحیح کیتوسی ـ سرِ خوباں دی نذر ڈتوسی
صورت والا سامان ہے ـ لٹ نیتا محبوب دے مانڑے
مُلا قاضی پڑھن کتاباں ـ بیٹھے تولن ڈوہ ثواباں
نیہہ سن بنا ناداں ـ ماں[1] محبت دی کون پچھانڑے
محویت جڈاں پل پیوسی ـ صرف نحو سبھ بھل گیوسی
نیتا کفر ایمان ـ وحدت دے احوال اکانڑے
بیدل چھوڑ حیوانی ہستی ـ حال حلاج دی مانڑ توں مستی
مرد سوئی میدان ـ جوئی اپنا آپ سنجانڑے

(سُرنٹ کلیان)

---

[1] اشارہ ـ پہیلی

سی حرفیاں

(ا)

الف آکھݨ دی کائی گل نہیں جوتوں
جتھ رکتھ آپ وکھاوندا ہیں

ب بجلی وانگ جھلکار ڈکھاوت
آپ توں آپ چھپاوندا ہیں!

ت تاب تجلی داکون جھلے
کوہ طور نوں ریت بݨاوندا ہیں

ث "ثمّ وجہ اللہ" آپ کھیو ہر رنگ میں
رنگ رساوندا ہیں

ج جلوہ نور جمال ڈیکھو ہر شے میں
شاہ ظہور رکیتا!

ح حل پیا وچ فلک فلک میں
خاک نواں منظہر نور کیتا

خ خاک دے حق لولاک آکھیس
انہیں خانے نوں بیت معمور کیتا

د
دوست دا رایا اینویں آیا
ان اعرف سر مشہور کیتا

ذ
ذوق وصال دا سوئی پاوے
جو ہستی نوں مار ہٹاؤندا جے

ر
رمز روحانی سوئی جانے
جوئی چھوڑ جسم نوں جاؤندا جے

ز
زُہد علم دی جاء نہیں
روح منصب عالی پاؤندا جے

س
سر دا واقف جوئی تھیوے
سوئی گیت انا الحق گاؤندا جے

ش
شاہ لباس چاکاندے وچ
مخفی ہو کے جھنگ سیال آیا رے

ص
صلو علیہ و آلہ سوہنا رے
صاحب حسن کمال آیا رے

ض
ضو شمس دا چھپ گیا
جلوہ نور جمال آیا رے

ط
طاق تھی طاقت عاشقاندی!
جڈاں شاہد خوب خیال آیا رے

ظ
ظاہر نور ظہور کیتا سوہنے
روپ سروپ بنایا رے

ع
عاشق ویکھ حیران ہوئے
جہتھ کہتھ رانجھو رنگ لایا رے

غ
غیرت عشق دی غیر نیتا
سوہنے سبھو آپ سڈایا رے

ف
فرق نہیں ہمہ اوست دے وچ!
کُل شئی ھو اللّٰہ پایا رے

ق
قال نوں چھوڑ تے حال ہیں رہ
جے توں حال حقیقی پاونا ہے

ک
کار "موتوا قبل الموت" دی کر
جے توں جائے اصل مرجاونا ہے

ل
لا الٰہ نوں من سوں لاء جی توں
فکر نفی دا کماونا ہے

م
مرد تھیویں منصور وانگن جے توں
عین اثبات ویں آوڑنا ہے

ن
نفی وچ کوئی دم رہیں تاں جو
فانی کُل صفات ہووے

و
وکے موت نہ ڈیکھدا سو
جوئی محبت دے وچ مات ہووے

ھ
ہور حجاب نہیں کوئی جُدا ایں
ذات اللہ اثبات ہووے

ی
یاد جنھاں دے نال ملیا بیدل
اُنھاں بڑے درجات ہووے

---

(۲)

الف آسوہنا سُݨ حال میڈا تیڈے باجھ بہوں درماندیاں ہیں
راتیں آب اکھیاں نوں نت وہے ڈینہاں خون جگر دا کھاندیاں ہیں
ہُن تیڈا دردغمانداست دھرے ہُن سوز فراق دا گاندیاں ہیں
بیدلؔ بار برہا دا باری جیم چاہ کنوں بسر چاندیاں ہیں

ب بحر اویڑا عشق والا ناپید کندھی گرداب بہوں
جس دے ویر گھمیاں گیر ہوئی ڈیکھاں دلنوں دہشت داداب بہوں
جند تڑپھ تڑپھ وچ لہریاں دے مدہوش ہوئی بیتاب بہوں
بیدلؔ ہور عشق دی لوڑھ ڈتے سرت والڑے سوال جواب بہوں

ت ترک اُتاولی نین تیڈے ہن سوار برق رکاب ڈوہیں
جھٹ پٹ اون پھر لٹ جاون کرن عقل دا خانہ خراب ڈوہیں
وقت سوال جواب اسیراں دے ہن لاشک ملک عذاب ڈوہیں
بیدلؔ لڑ ہتاں دے لگ رہیا سوہنا سٹ گناہ ثواب ڈوہیں

ث ثابت رکھیں دل یار ڈہوں ویکھ غم پچھوں متاں ہٹنائیں
تاب تپش برہا دا تکڑا ہے محبت نوں نہ کجھ منہ مٹنائیں
درد روز بازار ہے عاشقاندا وٹھ گھن جی کجھ وٹنائیں
بیدلؔ پا تلے اکھاں سوہنا دے نال صدق صفا سر سٹنائیں

ج

جور جفا انھاں ظالماں دا عین مہر وفا کر جاݨ سبھو
گھٹی زہر انھاں دے دستوں پی پچھیں شہد شفا کر جاݨ سبھو
بار درد فراق دا چاہون چا، اہو درد دوا کر جاݨ سبھو
بیدل مطلب کل عشق سمجھ بیا خیال خطا کر جاݨ سبھو

ح

حال کیا پچھدا ایں عاشقاں دا باجھوں یار انھاں نوں چین نہیں
وچ ہک صبر سک رہن بجھ شکھ انھاں دن رین نہیں
ڈیہاں نہ رکھدا طلب طعام دی راتیاں نندر انھاں دے نین نہیں
بیدل دوست جنھاں دے دل وسے انھاں غم غرض دارین نہیں

خ

خوبصورت من موہ مورت حوراں پریاں ڈیکھ حیران ہوون
ملک فلک اتے سبحان پڑھن فلک سک ہیں سر گردان ہوون
جلوہ شمع دا ڈیکھ کراں سبھ چندر ڈوہیں پروان ہوون
بیدل بخت بلند انھیں دے جے راہ عشق دے وچ قربان ہوون

د

دل اساڈڑی لٹ نیتی انھیں ظالم زلفیں والڑے جے
ڈوہیں زلف گلاں اتے لٹک رہے سوہن گل بنفشہ نالڑے جے
گرداب حیات ظلمات آکھاں یا گنج تے بشیہر کالڑے جے
بیدل خاطر پریشاں کیوں نہ تھیوے ڈیکھ الٹی چالڑے جے

ذ

ذوق تساڈڑے شوق دا بس تیڈی یاد میں شاد گزاردا ہوں
غم ہم کسے دا ہور نہیں سنج صبح تساں نوں سنبھاردا ہوں
طوق طلب تیڈے دا گل میڈے قمری وانگے پرتوں پکاردا ہوں

بیدلؔ بوگلاں دی گھیر نیتا کوئی بلبل مست بہار دا ہوں

ر

روز ازل دی ڈٹھڑا ایں شمع حسن دا نور جمال میاں
دل وسوں گئی جان وچ پئی شعلے وانگ پتنگ مثال میاں
اکھیاں نت نہارن جابجا انہیں خواب دا خوب خیال میاں
بیدلؔ شب قدر آیا رات آہے جو بتیا سوہنے دے نال وصال میاں

ز

زورا زوری دھاڑا کرن دوڑے خونی نین تیڈے سرمست بھلا
غمزے ناز دے توپ تفنگ مارن ڈیون کھڑیاں کھوٹیاں نس شکست بھلا
دام زلف سیاہ جھٹ پٹ کرن آپ جاوندا نوں پابست بھلا
بیدلؔ موہ لیتی دل عاشقاں دی انہیں چشماں والڑے جیت بھلا

س

سوز عشق دا بار سدا عاشق چم کے سر تے چیوندے نی
ہستی چھوڑ خودی نوں پاڑ رکھیے نین نیناں دے وچ اڑوندے نی
منہ موڑ دوئی دے دور کنوں تا وحدت والڑا سر چھاوندے نی
بیدلؔ بھید برہ دا سیئی سمجھن جے خود کنوں خیال جاوندے نی

ش

شاد ہوئی تے آزاد ہوئی چھٹی دلڑی غیر خیال کنوں
جسم جیفا دے وانگوں سٹ گھتیس بہرہ لدھس نور جمال کنوں
قیل قال سبھاقی چک گئی حیرت منہ ڈکھایا حال کنوں
بیدلؔ خانہ اساڈا آباد ہویا انہیں شاہد خواب خیال کنوں

ص

صاف صفاتی سیر دچوں عاشق ذاتی مطلب پاوندے ہن
جام خودی دا پر پیندے خاناں خودی دا جلاوندے ہن

جدّاں آن اثباتی زور ڈِیوے تدّاں انا الحق الاؤندے ہن
بیدلؔ کیہا گناہ انہاں کیتا کیتے عشق دے سیس کپاؤندے ہن

ض

ضِدنہ تھیوے عارفاں دا اکھیں ٹولی دا محض مرید رہیں
قول فعل اُنہاں دا جیہا ڈیکھیں ہر حال ادب ہیں مزید رہیں
جوئی رنداں دے حال دا منکر ہے اِکھیں بھیجو کنوں بعید رہیں
بیدلؔ اہل دلیں دا تھیہ دلوں توں تہ بندہ مُلھ خرید رہیں

ط

طور عجب کوئی ڈِٹھڑا ہیں شاہ حسن دے ہل ہنگام داجے
فوجاں غمزے نازدیاں چھنگ پیاں رکھدے عزم جرم قتلام داجے
عاشق رُوحی فداک نوں وِردکیتا ویکھ مکھ اُنھاں آتش خام داجے
بیدلؔ سرڈیون بیٹی گو نیتوں پاون ذوق وصال دوام داجے

ظ

ظاہر ہوندا تیڈے اکھیاں وچوں کوئی غازی غمزے بازیں توں
دل نال کرشمہ لگدی سوہنی چال سراپا نازیں توں
پھکبنی تیر بھرواں دی سینگ تینوں کیہا مکھڑا تیر اندازیں توں
بیدلؔ درس تیڈے وچ مست ہویا سانوں ساقی محفل رازیں توں

ع

عشق تیڈا ہے امام ساڈا ڈوجھا مذہب دین نہ جانداں ہیں
من طرف تساڈے سجود کیتا قبلہ ہور نسے کوچھا نداہیں
میں تاں علم عقائد بھل گیاں بھتیاں خام درخو باندا ہیں
بیدلؔ برہا جیہی کائی چیز نہیں جاؤندا قسم بھلے قرآنداہیں

---

۱ بھائی ۔ خوف دخطر

غ
غرض عشاق دا ہور نہ کو باجھوں ڈیکھن یار پیارڑے دے
ڈیکھ خونی نین خمار بھرے ہوندے گھائل زخم اشارڑے دے
ناوک ناز جڈاں معشوق مارن بھیون عاشق قتل نظارڑے دے
بیدل کون سُنے باجھوں یار سوہنے دھانہاں دردیاں اہیں بیچارڑے دے

ف
فہم عقل دی جا نہیں جتھاں عشق مریندا تیر کاری
ہوش خود بخود حیران ہوندا جڈاں ڈیکھن برہا دا بار باری
جتھاں نیناں دی گھوڑی آن دوڑی فوجاں حُسن کریندیاں دھاڑ دھاڑی
بیدل کون اتھاں دم مار سگے گئی پاکباز ال دی شہرت ساری

ق
قدر معشوق دا سوئی جانے جوئی آپ کنوں آزاد ہوندا
جاں جاں عزر سراپا گم نہ ہوتاں تاں برہا سبھو برباد ہوندا
نہیں لاونڑ دے وچوں مالکاں نوں موتو قبل الموت مراد ہوندا
بیدل گم تھیون سینے پر پیون ایویں عشق کنوں ارشاد ہوندا

ک
کسب نفی دا سکھ گھن جے توں فکر فنا دا کماونڑاں ہے
سٹ خیال خودی دا حباب وانگوں جے توں دریا وچ سماونڑاں ہے
ہستی چھوڑ خودی نوں پوڑ جے توں وحدت وچ رل جاونڑاں ہے
بیدل باجھ فنا دے کہیں حیلے ہرگز ذوق وصال نہ پاونڑاں ہے

ل
لاابالی انہاں سوہنیاں دی نسے آندی رکسے بیان وچے
جڈاں تیغ جفا دی تنگی کرن کھتن لرزہ زمیں زمان وچے
تڈاں ناز دا خنجر خوب مارن لکھ خون کرن ہک آن وچے

بیدلؔ بات نہ کائی آکھ سگے اتھاں شیر دلاں دی شان وچے

م
مُلاں کی جانن عشق وچوں گوشے بہہ کتاباں پڑھندے نے
عشق عرش دی ماڑی دی پوڑی ہے اتھوں عالی ہمت چڑھندے نے
مارمن خدا یم دا لا طبل سولی متھے سواری کرندے نے
بیدلؔ خوف والاں دی جا نہیں اتھاں پیر دلا در دھرندے نے

ن
نورِ الٰہی جگ دے وچ احمد نام سڈّا کے ظہور کیتا
انھیں نور کنوں رب نال کرم عرش نوں مظہر نور کیتا
جلوے نور نبی دے اپنا نان کڈاں شمس کڈاں منصور کیتا
بیدلؔ حسن یہ جلوا انھیں ڈلہے تڈاں عارفاں منظور کیتا

و
وُس ساڈا نہیں چلدا کو انھیں سرو سراپا ناز اگوں!
دور چشم سیاہ دا ڈیکھ سگے دل جیویں کبوتر باز اگوں!
قصہ عمر دا کوتاہ جلد تھیوے انھیں سوہنے دی زلف دراز اگوں!
بیدلؔ شمع دے وانگوں کھڑ رہیں سر سٹ توں سوز گداز اگوں!

ھ
ہمہ دا قائل تھیونا ہئی ایں قال وچوں سِکھا حال تھیسی
باجھ خیال وحدت دے یار میڈا ڈیکھن ذات دا محض محال تھیسی
جڈاں دم دوئی دا اٹھ پیا تڈاں خوب یگانہ خیال تھیسی
بیدلؔ ثمّ وجہ اللہ عین عیان ہر جا یار دے نال وصال تھیسی

ی یاد مولی دے وِچ نت رہیں باجھ ذکر نہ دم اٹھاونّاں ہئی
نال فکر فنا دے راتیاں ڈینہاں خیال بدھ خودی دا گنواونّاں ہئی
در پیر مغاں دا متاں چھوڑیں انھیں خاک دے نال رلاونّاں ہئی
بیدل مرشد جِنداں وت مہر کرے تداں مطلب کلی پاونّاں ہئی

انتخاب

کلامِ بیکس

تعارف

آپ کا نام محمد محسن اور تخلص بیکس تھا۔ آپ ۱۸۵۹ء میں روہڑی میں بیدل کی دوسری بیوی کے ہاں پیدا ہوئے۔ بیدل نے آپ کی پیدائش پر درج ذیل تاریخ کہی ؎

بیست و ہشتم جماد ثانی زاد   محسن و مولدش مبارکباد
پنج ہفتاد یک ہزار و دو صد   ز ہجری رسول شاہ افتاد
حق تعالیٰ بحق حسنینش   از حوادث مصون داراد

آپ نے اخوند عبداللہ کے پاس تعلیم پائی۔ جنہوں نے رواج کے مطابق آپ کو فارسی کی تعلیم دی۔ اور سکندر نامہ پڑھایا۔ آپ نے عمر بھر شادی نہ کی۔ اپنے والد کی طرح مجازی عشق کے مرحلے سے بھی گزرے۔

آپ کو صوفیاء کرام سے بڑی عقیدت تھی۔ آپ نے شہباز قلندر اور صوفی عنایت اللہ شہید کے درباروں پر نہ صرف حاضری دی بلکہ اُن کی شان میں نظمیں بھی کہیں۔

آپ نے اپنے والد بیدل کی وفات پر ایک نوحہ لکھا اور بعد

میں اُن کی تعریف میں ایک طویل نظم کہی۔ آپ اپنے والد کو اپنا مرشد مانتے تھے۔ ع

بیکس مرشد بیدلؔ جیہا ہووے تا دم وچ دوست ملاوے

آپ علوم اسلامیہ کے ماہر جید عالم اور وجودی صوفی تھے۔ آپ کا پورا کلام وحدت الوجود سے بھرا پڑا ہے۔ آپ کی تمام زندگی تبلیغ میں گزری۔

آپ کے نزدیک سب انسان برابر تھے۔ آپ ہندوؤں اور مسلمانوں میں تمیز روا نہ رکھتے تھے۔ بلکہ صرف نیک اعمال پر یقین رکھتے تھے۔ آپ نے سندھی، سرائیکی اور فارسی میں شاعری کی۔ سرائیکی میں آپ نے ڈوہڑے اور کافیاں کہیں۔ جن کا موضوع حسن و عشق اور تصوف ہے آپ کا کلام طبع ہو چکا ہے۔

آپ ۱۸۸۱ء میں عین جوانی کے عالم میں فوت ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں کی کثیر تعداد نے جنازے میں شرکت کی۔ آپ کا مزار روہڑی میں ہے۔

ڈوہڑے

(۱)

تن من اندر تیندیاں تاراں راز رباب وجیندا
شوق شراب تساڈا ساکوں بے تاب کریندا
بیکسؔ سگ دروازہ خوباں سوزوں سیس کٹیندا

(۲)

بیکسؔ خادم در انہاں دا جنہاں دین ایمان ونجایا
علم عقل دی جا نہ کائی کل ہوش گنوایا
مدہوشی دی منزل اتے صدقے سر کرایا

(۳)

زلف زنجیر ساڈے دلبر دے یاوت بشیہر کالے
نین خماری توب تفنگاں کون انہاں وچ جالے
بیکسؔ صدق جا انہاں توں، نین جنہاں دے آلے

(۴)

شام سندر دے ڈیکھن کیتے دل دستوں گئی موری
جھل پل تھکیاں دل اپنی نوں، دل کھسدا زوری
ل معشوقاں ہر گھٹ دے وچ بیکس کھیلن ہوری

(۵)

واہ ڈٹھے خوش ساہ تھیا جتھ بہہ بہہ کریندے بولڑیاں میں گھولڑیاں
ملک ہزاری حوران پریاں توڑے ہوون سبھے تھولڑیاں میں گھولڑیاں
بیکس بے وس یاد کریں آہے جانی والیاں بولڑیاں میں گھولڑیاں

(۶)

واہ ڈٹھے خوش ساہ تھیوے بہہ بہہ کریندے بولڑیاں میں گھولڑیاں
درد دا دریا دل وچ میڈے چھوہوں کریندے چھولڑیاں میں گھولڑیاں
بیکس من ماندا نہ کریں جو صاحب کرسی سولڑیاں میں گھولڑیاں

(۷)

رانجھا سائیں چھوڑ نہ جائیں میں ہاں تیڈی گولی
میڈے من کوں بھاندی ہمیشہ مٹھڑی تیڈی بولی
بیکس بے وس کیا کرے جو برہا چا لائی ہولی

(۸)

توں صاحب تخت ہزارے دا ایں جھنگ سیال دی جٹی
تیڈے کیتے تے خدا جانڑے ہنجھاں کیتے چٹی!
بیکس بے وس کیا کرے جو دل سنائی پھٹی

(۹)

ہیر کنوں تدبیر گئی جڈاں رانجھنڑ پاتی جھاتی!
برہا کا سائی اندر وڑیا لا کہاڑی کاتی!
بیکس بے وس کیا کرے جو کائی چھڈیندا چھاتی

(۱۰)

نیناں ناز دی فوج چڑھیندے مول نہ کریندے ٹالا قسم تعالیٰ
ڈیکھنڑ سیتی یار سجنڑ دے برہا مریندے بھالا قسم تعالیٰ
عشاقاں حق حاصل کیتا، ملیں دا منھن کالا قسم تعالیٰ
بیکس کنھن دا کم نہ پودے بے پرواہیاں دے شالا قسم تعالیٰ

(۱۱)

آئی بہار گئی خزاں گل پھل بھئے سب ساوے
تن طنبور اگوں سبھ تاروں روح رباب وجاوے
بیکس مرشد بیدل جیہا ہووے تاں دم وچ دوست ملاوے

کافیاں

۱

میں تساڈے دامن لگڑی ــ جیہی تیہی بے حال ماہی
میں کمینی کوڑی کوجھی ــ توں میرا ننگ پال ماہی
اپنا ننگ سنجاݨ توں آپے ــ ڈیکھ نہ میڈے بدحال ماہی
حال اساڈا ڈیکھ کے بھالیں ــ نام مولا دے بحال ماہی
بیکس سگ کوچے تیرے دا
منگدا حلاجی حال ماہی

(سُر جوگ)

۲

میڈی توبہ توبہ زاری
در لسا ڈے سوہنا

دلڑی کوکیندی تیڈے کیتے ـ درد بھری ویچاری
دلڑی نمانڑی ہوئی جوگیانڑی!! ـ آزی کرے لکھ واری
ناز نیناں دی خبر نہ کائی ـ لئوں لگی لاچاری
کنڈے پٹڈے ڈینہہ لنگھایم ـ روندے رین گزاری
بےکس بے وس ہویا بیراگی
برہا لگا کوئی باری

۳

ماہی مینوں بخشا، ڈکھاں دا ڈاج
علم عقل سبھ بھل گیو سے شرم جا سبھ نیتیس لاج

روندیں پٹدیں میں رین گزاری — کرم قبیلے میں ذات وساری
بابل مائی جیندے ماری — جیویں رانجھن چھوڑیا راج
جی کریندا جانی جانی!! — دم دم دلڑی تھئی دیوانی
جانی دا مٹ کو نئیں ثانی — سبھیں دا ہے سرتاج
برہا بلا ہٹن سرتے آیا — سوز گداز دے جوش جلایا
درمل داروں کم نہ آیا — عشق دا نئیں کو علاج
بیکس بے وس یاری یاراں — توڑ نبھاون مشکل کاراں
کیتے سڑ گئے اتھاں سرداراں — توں بھی نک محتاج

(سروناگ)

۴

طرف اساڈے آویں ڈھول
نال اساڈے کی کجھ بول

نال دیداں دے دھاڑ کریندائیں ـ ظاہر باطن مفت مریندائیں
مہر کریں چشماں چول
صورت دے وچ سوہنا سائیں ـ ویس وٹا کے آیا اتھائیں
رُخڑا نقابوں نازک کھول
لحظے لحظے ناز کریندائیں ـ چشماں کرڑی چال چلیندائیں
کرکے انسانی دی اول !!
بیکس بردا تیرے دردا ـ سانگ سٹیندا اپنے سردا
آ "کنیۃ" میرے کول

(سر آسا)

۵

ماریا سانوں محبوباں دے ماٹے ۔ عشق نیتا احوال
دیداں دلیاں کرن خریداں ۔ چشماں کرڑے چال
نازنیناں دے دلڑی نیتی ۔ ہیٹا کیتس ہُݨ حال
دلبر گیا پردیس اساڈا ۔ نت نت پاندیاں فال
بیکس بیوس ہے سگ سوالی
بیدل من سوال!

(سُر سارنگ)

۶

دیداں والے دام! — راہ مسافر قید جو کیتا
حال ہکائی بوڑ بیائی — جذبے دا پلی جام
وحدت والا فکر یگانا — خیال خودی دا خام
بکیس ظاہر بندہ بُنیا
روح آکھے میں رام

(سُر دھناسری)

۷

دیداں والے دام ـ محکم کیتا مینوں
بیدل بیشک سانوں پلایا ـ جوش دا بھر کر جام
عشق عجائب وحدت والا ـ خیال لے سبھ خام
ویکھ نیناں دے ناز نیارے ـ قاضی کہندے رام
تسبیح چھوڑ جٹیاں گل پاندے ـ حسن دا ڈیکھ ہنگام
بیکس سیالیں سر چڑھ آکھن
برہا کیتا بدنام!

(سُر دھناسری)

۸

بازی عجب بنائی ۔ آدم نام دھرا کے
کائے عاشق نال نیاریں ۔ رمزیں نال ریجھائیو
چشماں چوٹ چلا کے
ناز معشوقے کتھاں رکھدا ۔ "اقرب" نال الائیو!
برہا دی راہ بتا کے
نور نیارا اندر باہر ۔ آپ نوں آپ بھلائیو
ناز دی رمز رسا کے
ہور نئیں کو باجھوں بجن دے ۔ وہ وہ حکم ہلائیو
بیدل نام سڈا کے
بیکس نالے جانی جانی ۔ برہا دا باغ بنائیو
جندڑی جان جلا کے

(سر جوگ)

۱۔ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (سورۃ ق آیت ۱۶)
ترجمہ: اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

۹

حسن بیرنگی رنگ میں آیا ــ میڈے من کوں بھاؤندا جی
ولیں بسنتی آپے کیتس ــ جام شراب شہودی پیتس
رمزیں نال ریجھاؤندا جی !
شاہی چھوڑ کے جھنگ میں آیا ــ بیرنگی ہُݨ رنگ میں آیا
رو رو یاند پساؤندا جی
آپے کیتس ولیس بسونتی ــ رکھتہ شرابی رکھتہ کلونتی
ساز سرود بجاوندا جی
بیکس رکھ توں سرت سدائی ــ پیش حسن دے کر توں گدائی
خانہ خودی دا جلاوندا جی

(سر جوگ)

۱۰

رانجھن والے راز ــ میڈا من موہیا!
تخت ہزارے دا شاہ سیلانی ــ جھنگ سیلانی آیا جانی
صورت وِچ مجاز ــ سانوں حاصل ہویا
غمزاں رمزاں مار کے سانوں ــ بے غرض ہے اساتوں
بے خودی دا باز ــ سر اساڈے صاحب سویا
صُورت، ساڈا سبھ بھُلایا ــ عشق دے کیتے فرش تے آیا
بیکس سوز گداز
دِل دا جامہ دھویا

•

۱۱

چاک کیتے دردماندی دلڑی ـــ چاک ڈِتا سانوں چاک
عشق دے کیتے فرش تے آیا ـــ عرش چھڈے افلاک
سر پر چھت لولاک تینوں ـــ نہیں توں ہرگز خاک
حسن تیرے دا سجدہ اساں تے ـــ فرض ہویا بے باک
بیکسؔ نوں ڈے نام مولا دے
پرت والا پوشاک

(سُر جوگ)

فرہنگ

۱۔مغل: مغل برصغیر کی ایک معروف قوم ہے جس کا اصل وطن منگولیا ہے۔ برصغیر میں خاندان مغلیہ کے بانی ظہیر الدین بابر کا تعلق منگول بادشاہ چنگیز خان سے تھا۔ مغل قوم ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک برصغیر ہندوپاک پر حکومت کرتی رہی ہے۔

بیدل کی شاعری میں مغلوں کے حملے ظلم کی علامت میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ محبوب کے تیر نظر اور ناز و انداز کو مغلوں کی تیغوں کے وار سے تشبیہ دیتے ہیں۔

۲۔رانجھو: عام روایات کے مطابق اصل نام وید حسن تھا۔ اور ذات "رانجھا" تھی۔ ہزارے کا رہنے والا تھا۔ اور اس کو جھنگ کی ایک سیال عورت "ہیر" سے محبت ہو گئی۔ وہ کئی سال تک اس کی بھینسیں چراتا رہا۔ جب ہیر کے رشتہ داروں کو اس کی محبت کا علم ہوا تو ہیر کو "رنگ پور" کے ایک کھیڑے "سیدے" کے نکاح میں دے دیا۔ لیکن رانجھا وہاں سے ہیر کو جوگی بنا کر لے اڑا۔ مگر راستے میں ہیر کو پکڑ کر اس کے والدین اپنے ہاں لے گئے۔ اور بدنامی کے ڈر سے زہر دے دیا۔ رانجھا ہیر کی موت کی خبر سن کر اس کی قبر پہ پہنچا۔ اور جان دے دی۔ اب دونو کا مقبرہ جھنگ میں ہے۔ اس کے علاوہ رانجھے کی قبر تخت ہزارے میں بھی ہے۔ بعض روایات کے مطابق "رنگپور" سے بھاگنے کے بعد ہیر اور رانجھا حج کو چلے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف روایات میں بے شمار اختلافات موجود ہیں۔

بلال زبیری مرحوم کی تحقیق کے مطابق "رانجھو" کا اصل نام "مراد بخش" تھا۔ وہ ذات کا رانجھا تھا۔ یہ قوم سرگودھا ضلع میں آج بھی آباد ہے اور اسے مخدوم سید احمد کبیر بخاری نے مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ رانجھا اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق جھنگ کی عارفہ "عزت بی بی" المعروف "ہیر" کے پاس روحانی منازل طے کرنے کے لئے گیا۔ اور ساری عمر وہاں رہا۔ کھرلوں نے سیاسی مخالفت کی وجہ سے سیالوں کو بدنام کرنے کے لئے ہیر اور رانجھا کے من گھڑت معاشقے کو مشتہر کر دیا

یہ واقعہ حاکم لاہور بہلول لودھی کے زمانے کا ہے
مختلف شعراء اس واقعے کو سب سے پہلے نظم
کرنے کے دعویدار ہیں۔ ان میں ایک "دامودر داس"
بھی ہے۔ وہ اسے اکبر اعظم کے دور کا چشم دید واقعہ
بیان کرتا ہے۔ صوفی شعراء کے نزدیک یہ رومان
سچی محبت کی روشن مثال کی حیثیت رکھتا ہے
ان کے ہاں رانجھا بطور محبوب کی علامت کے
استعمال ہوتا ہے۔ سرائیکی میں بہت سے شعراء نے
اس رومان پر طویل نظمیں یا مثنویاں کہی ہیں۔
ان میں چراغ اعوان۔ سچل سرمست۔ اللہ بخش
عارض۔ سوبھا خان۔ مولوی نور دین مسکین۔
حاجی اللہ بخش خادم۔ احمد بخش غافل۔ کریم بخش
وامق۔ میرن شاہ اور کئی دوسرے شامل ہیں
بعض شعراء نے اس رومان کو ایک تمثیل قرار دیا
ہے۔ مولوی نور دین مسکین کے ہاں اس رومان
کے کردار مختلف علامات کے حامل ہیں۔

قصہ معراج دا سن ہوش ڈے کر
رانجھیٹے ہیر دے کوں پوش ڈے کر
میرا مقصود رانجھن مصطفیٰ ہے
تے جوگی لا مکانی خود خدا ہے
تے مائی ہیر ہے امت گناہگار
اتے کھیڑا اوہیڑا نفس بدکار

۴۔ رنگ پور: رنگ پور ضلع مظفر گڑھ
میں مظفر گڑھ شہر سے تقریباً چالیس میل دور جھنگ
روڈ پر واقع ہے۔ ہیر کی شادی اس شہر میں "سیدے"
کھیڑے سے ہوئی تھی۔ اسے رنگپور کھیڑیں والا
بھی کہا جاتا ہے۔ کھیڑے اب بھی وہاں آباد ہیں
موجودہ شہر دریائے چناب کی تباہ کاریوں کی
وجہ سے تیسری جگہ پر آباد کیا ہوا ہے۔
• سرائیکی شاعری میں رنگپور کا عام ذکر ملتا ہے
بعض اشعار میں اسے علامات کے طور پر بھی استعمال
کیا گیا ہے۔ خواجہ فرید کا کلام ملاحظہ ہو ے

رنگ پور دے ہن پنتھ نیارے
ہک نوں بوٹے ہک نوں تارے
ہک پیا جیتے ہک پیا ہارے
تلدے ماہے تو لے

۵۔ کنز: پورا نام کنز الدقائق ہے۔ فقہ حنفی
کا نہایت مختصر اور مستند متن ہے۔ ابوالبرکات
عبداللہ بن محمود نسفی کی تصنیف ہے۔ **علامہ ابو محمد**
محمود بن احمد عینی مصری (۱۳۷۰ء تا ۱۴۵۱ء)

کی تالیف رمز الحقائق اس کی معتبر شرح ہے۔
جو ۱۳۱۴ھ میں مکمل ہوئی۔ صوفی شعراء کے نزدیک
یہ کتاب ظاہری علم سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے
لائق توجہ کم ہے۔ بیدلؔ کہتا ہے ؎

ڈر ہدایا کنز قدوری :: طوانے نوں ڈیوے مغروری
جنہیں دا منصب ہے منصوری :: کھیلے برہ دی بازی سو

۵۔ قدوری: فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے
نصاب میں بھی شامل رہی ہے۔ ابوالحسن احمد
بن محمد قدوری بغدادی (وفات ۱۰۳۶ء) کی
تصنیف ہے۔ جوہر نیرہ اس کی مستند شرح ہے
صوفیا کے نزدیک اس کتاب کا تعلق کنز کی طرح
ظاہری علوم سے ہے۔ اور درویش کے لئے لائق
توجہ نہیں۔ خواجہ فریدؔ فرماتے ہیں ؎

سکھ ریت روش منصوری نوں
بُٹ کھٹپ رکھ کنز قدوری نوں

۶۔ بندرابن: متھرا کو بندرابن کہا جاتا
ہے۔ سری کرشن کی ولادت یہیں ہوئی تھی۔ یہ
ہندوؤں کی زیارت گاہ ہے۔ شعرا کے نزدیک
اس سے محبوب کا وطن مراد ہوتا ہے۔ خواجہ
فریدؔ کہتے ہیں ؎

بندرابن میں کھیلے ہوری :: شام دوارکے والا لال
بندرابن کو "بن موں" بھی کہا گیا ہے ؎

اج بن موں برج راج بنسری بجائی
بنسری بجائی اگن گیت گائی

۷۔ شام سُندر: شام سری کرشن کا لقب
ہے۔ سُندر کا مطلب حسین ہے۔ سری کرشن
یادو بنسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ متھرا میں
راجہ کنس کی بہن دیوکی کے گھر پیدا ہوئے۔
نجومیوں نے بتایا اس سال جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ
راجہ کنس کو مروا دے گا۔ اس خوف سے راجہ کنس
نے کئی بچے قتل کرا دیئے۔ جس کی وجہ سے پیدائش
کے بعد سری کرشن کو اس کی ماں نے دریا میں بہا
دیا۔ سری کرشن راجہ کنس کی رانی کے ہاتھ لگا۔
اور وہاں پرورش پائی۔ ایک روایت کے مطابق
آپ گوالوں کے ہاں پرورش پاتے رہے۔ بانسری
خوب بجاتے تھے جس سے "رادھا" ان پر عاشق
ہو گئی۔ آپ کی شادی رانی رکمنی سے ہوئی۔
مہا بھارت کی جنگ جو کوروؤں اور پانڈوؤں
کے درمیان ہوئی میں آپ نے پانڈوؤں کا ساتھ
دیا۔ راجہ کنس آپ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

آپ نے ۶۴ سال تک "دوارکا" میں حکومت کی
اور ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بھگوت گیتا
جس کا مطلب پرماتما کا گیت ہے میں آپ کی تعلیم
کا خلاصہ درج ہے۔ آپ کے نزدیک روح فنا
نہیں ہوتی۔ فنا ہونے والی چیز صرف انسانی جسم
ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر
اپنے دین پر چلے، ہندو مذہب میں سری کرشن
کو اوتار کا درجہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے
مطابق کرشن بیک وقت زرخیزی کی علامت
بھی ہے اور علم وآگہی کا سرچشمہ بھی۔ اپنی پہلی
حیثیت میں وہ گوپیوں کے ساتھ رنگ رلیاں
مناتا اور مکھن چرا کر کھاتا ہے اور اپنی دوسری
حیثیت میں ارجن کے رتھ کی باگیں تھامے اسے
حیات وکائنات کے سربستہ رازوں سے آشنا
کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۸۔ ہیر: عام روایات کے مطابق "ہیر"
جھنگ کے چوچک سیال کی بیٹی تھی۔ اسے ہزارے
کے باشندے رانجھے سے محبت ہو گئی۔ جب اس
کے رشتہ داروں کو اس کی محبت کا علم ہو گیا۔ تو
اسے رنگپور کے سیدے کھیڑے کے نکاح
میں دے دیا گیا۔ لیکن وہ وہاں سے اپنی نند
سہتی کی مدد سے رانجھے کے ساتھ چلی گئی۔ لیکن
پکڑے جانے کے بعد اس کے والدین نے اسے زہر
دے دی۔ اس کا مقبرہ جھنگ میں ہے صوفی
شعراء کے کلام میں ہیر سچے عاشق کی علامت کا درجہ
رکھتی ہے۔

بلال زبیری مرحوم کے مطابق ہیر کا اصل نام
عزت بی بی تھا۔ یہ اپنے باپ چوچک کے مرشد
سید احمد کبیر بخاری کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔
ہیر اس کا لقب تھا۔ جس کا مطلب عابدہ یا پیر
کی گئی ہے۔ رانجھا اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق
سلوک کی منازل طے کرنے کے سلسلے میں ہیر کے
ہاں رہائش پذیر تھا۔ سیالوں کے سیاسی مخالف
کھرلوں نے ہیر کا رانجھے کے ساتھ من گھڑت معاشقہ
لوگوں میں پھیلا دیا۔ اس کی تصدیق ڈاکٹر محمد باقر
کی تصنیف "پنجابی قصے فارسی زبان میں" سے
ہوتی ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ سیالوں کی ہتک
اور توہین کے لئے کھرلوں نے اس قصے کو پھیلایا
اس قصے کو سب سے پہلے بیان کرنے کے دعوے
داروں میں "دامودر داس" کے علاوہ فارسی
میں سعید سعیدی کی "[illegible]" اور "[illegible] خان"

کا نام شامل ہے۔

۹۔ ثم وجہ اللہ: یہ قرآن کی اس آیت کا حصہ ہے۔

فاینما تولو فثم وجہ اللہ البقرۃ ۱۱۵

ترجمہ تم جس طرف منہ کرو۔ اس طرف اللہ متوجہ ہے۔

وجودی صوفیا اس آیت کو اپنے وجودی مسلک کی تائید میں استعمال کرتے ہیں۔

۱۰۔ منصور: ابو عبداللہ حسین بن منصور حلاج ۸۵۷ء میں بیضا میں پیدا ہوئے اپنے والد منصور کے نام پر مشہور ہوئے۔ روئی دھننا ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے حلاج کہلاتے تھے واسط میں نشوونما پائی۔ عرب ہند اور ترکستان کی سیر کی۔ تصوف پر کئی کتابیں لکھیں۔ "انا الحق" کہنے کے جرم میں ۲۶ مارچ ۹۲۲ء کو پھانسی چڑھائے گئے۔ صوفیا کے نزدیک وہ واصل باللہ تھے اور ان کا رتبہ مرشد کا تھا۔ خواجہ فرید کہتے ہیں

ملا ویری سخت ڈسیندے ۔ بیشک ہن استاد ولیندے

ابن عربی تے منصور

بعض لوگوں کے خیال کے مطابق وہ جادوگر اور بے دین تھے۔ شاعری میں عام طور پر منصور کو سچائی کے اظہار کی علامت کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ سرمد شہید کا شعر ہے

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد

من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

خواجہ فرید فرماتے ہیں

عاشق مست مدام ملامی ۔ کہہ سبحانی بن بسطامی

آکھ انا الحق تھی منصور

۱۱۔ انا احمد بلا میم: یہ ایک حدیث کا حصہ ہے جس کا مطلب ہے کہ میں میم کے بغیر احمد ہوں۔ اسی مفہوم کی ایک اور حدیث کو بیدل نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے

انا عرب بلا عین ۔ آکھیس عربستان میں

صوفیا ان احادیث کو اپنے نظریہ وحدت الوجود کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ خواجہ فرید کے ہاں بھی اس قسم کے اشعار ملتے ہیں

احد الا بن احمد آیا ۔ موہیں چین مچیند

احد ادہی ہے احد ہے ۔ میم دے ادلے دلڑی موہے

دھیان فرید رکھیں ہر آن

حسن ازل دا تھیا اظہار ۔ احد دن ولیں ڈٹھا احمد

۱۲۔ سُبحانی ما اعظم شانی: یہ قول مشہور صوفی حضرت بایزید بسطامی (وفات ۹۰۳ء) کا ہے جس کا مطلب ہے کہ سبحان اللہ میری شان کتنی بڑی ہے۔ بسطامی کا یہ قول وحدت الوجود کے نظریے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ صوفی شعرا کے کلام میں بسطامی کے اس قول کا عام طور پر ذکر ملتا ہے ؎

بیخودی دی ترح وحدت والی جڈاں اچانک آندے
آ دریا حیرت دیے ندر ٹپ ٹپ غوطے کھاندے
سبحانی ما اعظم شانی سچّی حرف الاندے

۱۳۔ روزِ الست: روزِ الست سے مراد وہ دن ہے جب خدا نے سب روحوں سے پوچھا تھا "الست بربکم"۔ یعنی کیا میں تمہارا رب ہوں۔ اور سب روحوں نے جواب دیا تھا "بلیٰ" یعنی ہاں۔ اس واقعے کا ذکر قرآنِ مقدس کی سورۃ اعراف آیت: ۱۷۲ میں کیا گیا ہے۔

۱۴۔ لِمنِ المُلک: یہ قرآنِ مقدس کی آیت کا حصّہ ہے:

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

سورۃ مومن ۱۶

ترجمہ: "کس کا راج ہے اس دن؟ اللہ کا ہے۔ جو اکیلا ہے۔ دباؤ والا"۔ یہاں اس دن سے مراد روزِ قیامت ہے اور یہ سوال قیامت کے روز خدا مخلوق سے کرے گا اور پھر اس کا جواب بھی دے گا۔ قرآن میں یہ سب ذکر موجود ہے۔ خواجہ فرید فرماتے ہیں ؎

بنسی خوب تبایاں باتاں
بگھڑے راز اتوکھیاں گھاتاں
گم تھیاں کوڑیاں ذات صفاتاں
لمن الملک دا دورہ آیا

۱۵۔ انحد (انہد): یہ تصوف کی ایک اصطلاح ہے۔ جس سے مراد صدائے قلب ہے۔ جب کوئی سالک ریاضت کے بعد بزرگی کے ایک اعلےٰ مرتبے پہ فائز ہو جاتا ہے۔ تو اسے اپنے دل سے ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے۔ جسے انحد کہا جاتا ہے خواجہ فرید اس واردات قلب کا ذکر یوں کرتے ہیں ؎

انحد مُرلی شور مچایا

ے انحد بین بجا من ہوئیں ، راول جوگی لٹیاں لٹیاں

۱۶۔ فی انفسکم: یہ قرآن مقدس کی اس آیت کا حصہ ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون
ترجمہ: اور خود تمہارے اندر (نشانیاں ہیں) کیا تم کو سوجھ نہیں۔ الذاریات ۲۱

صوفیاء کرام اس آیت سے وحدت الوجود کے نظریے کا اثبات کرتے ہیں۔ خواجہ فرید کے ہاں اس کا ذکر یوں ملتا ہے ے

"وفی انفسکم" بھیت بتاوے، "نحن اقرب" بین بجاتے
"لو دلیتم" گیت سناوے، لفظ انا الحق بولے

۱۷۔ صفا و مروہ: مکہ معظمہ کی دو پہاڑیوں کے نام ہیں۔ یہ مسجد الحرام کے نزدیک ہی واقع ہیں۔ قرآن مقدس میں ان کا ذکر یوں ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔ یعنی "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں"۔ البقرہ ۱۵۸

صفا کعبے سے جنوب کی طرف ہے اور مروہ شمال کی طرف۔ ان دو پہاڑیوں کے درمیان سات سو چھیاسٹھ گز ایک بالشت کا فاصلہ ہے اب ان کے گرد مکانات بن گئے ہیں اور ان پہاڑیوں کے صرف نشان رہ گئے ہیں۔ حاجی ان پہاڑیوں کے درمیان سات دوڑیں لگاتے ہیں۔ بیدل نے اپنے کلام میں مختلف جگہوں پر ان کو علامتی طور پر استعمال کیا ہے۔

۱۸۔ موتوقبل الموت: یہ ایک حدیث ہے جس کا مطلب ہے "مرنے سے پہلے مرجاؤ" یعنی زندگی میں اپنی نفسانی خواہشات اور انا کا خاتمہ کردو۔ صوفیاء کی تعلیم میں اس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ سچل

اندر باہر ہکو ہویوں موتوقبل مریجے (دیکھوں)

۱۹۔ وھو معکم: یہاں قرآن مقدس کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔
وَھُوَ معکم این ما کُنتُم (حدید ۴)
ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو

صوفیاء اپنے نظریۂ وحدت الوجود کی تائید میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے کلام میں بار بار اس کا ذکر ملتا ہے سچل سرمست کہتے ہیں ے

وھو معکم دا اشارت روز ہیں دلدار وے
اندر ہکو باہر ہکو صورت لکھ ہزار وے

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں ؎

نحن اقرب راز انوکھا : وھو معکم طیا مونجھا
سمجھ سنجانڑ عالم ہوکا : ہے ہر روپ میں عین نظارہ

۲۰۔ شیخ صنعان: شیخ صنعان کو پیرِ صنعان بھی کہا جاتا ہے۔ صوفیاء کرام کی شاعری میں ان کا ذکر عام ملتا ہے خواجہ فریدؒ کہتے ہیں ؎

کتھ منصوری تے طیفوری : کتھ سرمد صنعانے

حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

گر مُرید راہِ عشقی فکرِ بدنامی مکن
شیخ صنعاں خرقہ رہن خانۂ خمار داشت

روایت ہے کہ آپ کے سات سو مرید تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (۱۰۷۸ تا ۱۱۶۶ء) کی بد دُعا سے آپ ایک عیسائی لڑکی پر عاشق ہو گئے۔ اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ لیکن آخر کار غیبی ہدایت سے راہِ راست پر واپس آ گئے۔ اس سے زیادہ آپ کے حالات نہیں ملتے۔ بیدلؔ کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفیا کے ملامتیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ؎

شاہ حُسن دا ڈیکھ تجلّی : چھوڑ تڈ تا صنعان مُصلّی
خوک چریندا خان : عرش اتے ونج قدم دھریندا
شیخ صنعان جیہے کامل نوں : جٹیاں جگل بھرایا
پیرِ طریقت خوک چرادے ۔ جگل دے وچ زُنّار

۲۱۔ لیلیٰ: وادئ نجد کے امیر عبداللہ کی لڑکی تھی۔ جسے بنو عامر قبیلے کے قیس المعروف "مجنوں" سے محبت ہو گئی۔ شادی نہ ہو سکنے کے غم میں گھل گھل کر مر گئی۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس رومان کو غلط قرار دیا ہے۔ شعراء نے لیلیٰ مجنوں کے عشق پر مثنویاں لکھی ہیں۔ سرائیکی میں محمد بخش نوروزؔ (وفات ۱۹۱۷ء) کی مثنوی بڑی مرقع و مسجع ہے ؎

تھئی لیلیٰ فارغ خوف کنوں وچ گاہ بگاہ بایار ملے
کتھیں نہر دے دردیوار ملے کتھیں ساحل سبزہ زار ملے
کتھیں درد دوں نال نظارہ ملے کتھیں کولھوں باگھتک ملے
کتھیں ماہ دو ماہ آ سانگ تھیوے کتھیں ڈل اول ہفتہ وار ملے
جڈاں یار دی سک ہی یار ڈیہوں پھر کیوں ہووں نہ شو ار ملے
اوہیں تانگھ والے خوشحال رہن تو ڑے مونجھ دا ملکھ انبار ملے
آہیں لکھن معشوق کنوں تیڈے طرح طرح دا آزار ملے
اہوز یہ حال نہ ڈاتوڑی ہے جیرھا پوتا ازل دا بار ملے
کیوں چھوڑ ڈیجے دربار کوئی جب یار دا منت دیدار ملے

نوروز سبھے غم دور ہو دن جب گل لگ لگ گھوا ملے

بعض شعراء کے کلام میں لیلیٰ علامت کے طور پر استعمال ہوتی ہے خواجہ فرید (۱۸۴۱ء تا ۱۹۰۱ء) اپنے وجودی فلسفے کو اس علامت کے ذریعے یوں ظاہر کرتے ہیں ؎

مجنوں کارن لیلیٰ ہو کر ۔ سو سو ناز ڈکھایا

۲۲۔ لن ترانی: ۔ یہ قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہے جس کا مطلب ہے تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا۔ سورہ اعراف ۱۴۳ میں اس کا ذکر موجود ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھنے پر اصرار کیا تو خدا نے اسے یہی جواب دیا بیدلؔ کے ہاں اس واقعے کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

"ارنی ارنی" موسیٰؑ کہندا ۔ لن ترانی سوزش ہندا
روح اللہ فلک تے رہندا ۔ احمد نوں سر سمجھا یوئی

۲۳۔ من خدا: ۔ یہ قول فریدالدین عطار (۱۱۱۹ء تا ۱۲۲۹ء) کا ہے۔ جو اس کے نظریہ وحدت الوجود کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پورا قول یوں ہے ؎

من خدایم، من خدایم، من خُدا
فانئم از کینہ کبر و ہوا

۲۴۔ وحدت: ۔ یہاں وحدت سے مراد نظریۂ وحدت الوجود ہے۔ اس نظریے کو "ہمہ اوست" کا نظریہ بھی کہتے ہیں بیرائگی کے صوفی شعراء کے ہاں یہ نظریہ بہت مقبول رہا ہے۔ سچل سرمستؒ اور خواجہ فریدؒ اس کے بڑے پرچارک رہے ہیں مسلمانوں میں اسے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (۱۱۶۵ء تا ۱۲۴۱ء) نے رواج دیا۔ اس کے نزدیک اس نظریے کا خلاصہ یہ ہے۔ "وجود ایک ہے اور وہی موجود ہے۔ اور یہ وجود اللہ کا ہے۔ دوسری چیز فقط اس کا مظہر ہے۔ لہٰذا عالم اور اللہ یک دگر ہیں۔ عالم محض اس کی صفات کی تجلی ہے عالم من حیث ہی برائے نام غیر حقیقی وہمی وجود ہے۔ جو خارج میں موجود ہے۔ موجود صرف خدا ہے۔ عالم یا کثرت کا وجود صرف تجلیات وحدت کے ساتھ ہے"

بعض علماء کے خیال میں وحدت الوجود کا نظریہ ہندو مذہب کے نظریہ "ویدانت" سے مستعار لیا گیا ہے۔ اور بعض علماء اسے خالص ایرانی نظریہ سمجھتے ہیں۔ اور اسے

مانی تحریک (۲۴۲ء) سے ملاتے ہیں۔ مگر
کچھ اور علماء اسے نوفلاطونیت یعنی اشراقی
تعلیم کی صدائے بازگشت قرار دیتے ہیں لیکن
مسلمان صوفیا اس کو خالص اسلامی نظریہ سمجھتے
ہیں۔

فیروز الدین منصور کا خیال ہے کہ وحدت الوجود
کا تصور اس زمانے میں مقبول ہوتا ہے جب
حکومت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کے لئے
بادشاہ پرانے جاگیرداروں کے ساتھ رابطہ
پیدا کرکے اپنی بادشاہت کو مقامی یا قومی
بادشاہت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب
حاکم اور محکوم کی تہذیبیں ایک دوسرے پر
اثر انداز ہونے کے ساتھ ایک نئی مشترکہ
تہذیب کی صورت میں نشوونما پاتی ہیں اتحاد
اور یک جہتی کے جذبے کو ابھارنے کیلئے
اس زمانے میں وحدت الوجود کا ہتھیار موثر
ثابت ہوتا ہے۔ جب لغا دونوں جنگوں اور
دشمنوں کے حملوں سے کسی شاہی خاندان پر
زوال کے بادل چھا جاتے ہیں تو عالم کی
بے ثباتی کے ساتھ مردہ دل رہبانیت
کے جذبے کو ابھارنے میں تسکین پاتے ہیں اور
وحدت الوجود کی بنیادوں پر تصوف کا رجحان
پرورش پاتا ہے۔ سچل سرمست (۱۷۳۹ء تا
۱۸۲۷ء) کے ہاں یہ نظریہ ان الفاظ میں
ملتا ہے ؎

میں خدا، خدائی، اپنی خود وچ آپ ہوسے
ایہہ سب حسن اساڈا ہویا جنہیں وچ اکھڑوسے
چار مکان رہے وچ کتھاں، کتھے مکان کتوسے
لامکان، مکان اساڈا سچل نام گیوسے

خواجہ فریدؒ کے ہاں یہ نظریہ یوں ملتا ہے ؎

جو کجھ ہے ظاہر بر ملا ؛ جاناں ہیں کیویں ماہوا
مرشد محقق دچ دچا ؛ ہمہ اوست داڈتڑا سبق

۲۵۔ کاشی متھرا:- کاشی اور متھرا
ہندوؤں کے مقدس مقامات ہیں۔ متھرا جسے بندرابن
بھی کہتے ہیں۔ سری کرشن کی جائے پیدائش ہے۔ بنج
بھاشا میں کہی ہوئی خواجہ فرید کی ایک کافی میں ان
مقامات کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

کاشی متھرا پراگ برابلش ہمیش
سب ہی اپنے بھیس کیوں پدلیں جائی

۲۶۔ صوفی:- یہاں صوفی سے مراد سندھ

کے معروف بزرگ شاہ عنایت اللہ شہید ہیں۔ آپ کے والد کا نام مخدوم فضل اللہ تھا آپ جھوک میراں پور میں ۱۶۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۷۱۷ء میں آپ کو شہید کر دیا گیا شہادت کے وقت آپ کی زبان پہ یہ شعر تھا۔

رہانیدی مرا از قیدِ ہستی
جزاک اللہ فی الدین خیرا

۲۷۔ یوسفؑ:۔ حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ آپ کے سوتیلے بھائیوں نے ایک دن رقابت کی وجہ سے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ اور آپ کو نکال کر عزیز مصر کے ہاں بیچ دیا۔ عزیز مصر کی بیوی جو شاہ طیموس کی بیٹی تھی۔ آپ پہ عاشق ہو گئی اور جنسی تعلق قائم کرنے کی خواہش کی۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ مگر اس نے مخالفت کی وجہ سے آپ کو جیل بھجوا دیا۔ کافی مدت بعد آپ جیل سے باہر آئے اور ملک کا انتظام آپ کے سپرد ہوا۔ پھر بھائیوں اور والدین سے ملاقات ہوئی زلیخا سے بھی نکاح کیا۔ قرآن مقدس میں آپ کے قصّے کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ سرائیکی میں مولوی احمد یار۔ احمد تونسوی اور عبدالحکیم اُچوی نے یوسف زلیخا کے رومان کو مثنوی کے قالب میں ڈھالا ہے۔

۲۸۔ اماماں:۔ یہاں اماماں سے مراد امام حسنؓ اور خصوصاً امام حسینؓ ہیں جو کربلا کے مقام پہ ۶۸۰ء میں یزید اوّل کی فوجوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ سرائیکی میں امام حسینؓ کی شہادت کے بارے میں بے پناہ کلام موجود ہے۔ جسے مرثیہ کہا جاتا ہے۔ سرائیکی مرثیے میں مضطر ملتانی۔ غلام حیدر فدا۔ گل محمد عاشق ملتانی۔ مولوی محمد رمضان بہار ملتانی۔ اور ارشاد عباسی نے کافی نام پیدا کیا ہے۔

۲۹۔ شمس الحق:۔ شمس الحق سے مراد اس نام کا کوئی بزرگ ہے جنہوں نے ایک غیر مستند روایت کے مطابق اپنے قول قُم باذنی سے ایک مردے کو زندہ کر دیا۔ علماء نے اس پہ غیر شرعی فعل کا فتویٰ دیا۔ اور ان کی کھال اتارنے کا حکم

ہوا۔ جس کی تعمیل میں انہوں نے خود اپنی
کھال اتار کر دے دی۔ بیدل کے کلام سے
پتہ چلتا ہے کہ شمس الحق سے مراد شمس تبریزی
(اصل نام شمس الدین وفات ۱۲۴۷ء) ہے

ع

تم باذنی شمس تبریزی کنوں اظہار ہے
من خدا و تو مزح مستی منطق عطار ہے

شمس تبریزی جو مولانا جلال الدین رومی
(۱۲۰۴ء تا ۱۲۷۳ء) کے مرشد تھے' کی
زندگی میں ایسا واقعہ نہیں ملتا۔ بعض لوگوں
کے مطابق یہ واقعہ ملتان میں ہوا ہے بہرحال
کے صوفی شعراء کے نزدیک شمس الحق کو
ایک واصل باللہ بزرگ کی حیثیت حاصل
ہے۔ خواجہ فرید کے ہاں ان کا ذکر یوں
ملتا ہے ع

شمس الحق دی کھل لہوایو۔ سرمد سر کپوایا

۳۰۔ شیریں۔ شیریں اور فرہاد کا رومان
کافی مشہور ہے۔ مختلف زبان کے شاعروں
نے اس پر مثنویاں لکھی ہیں۔ اس رومان
کا تعلق ایران قدیم سے ہے۔ روایت کے
مطابق شیریں پر ایران کے بادشاہ اور نوشیروان
عادل کا پوتا خسرو پرویز عاشق تھا۔ یہ
خسرو پرویز وہی ہے۔ جس نے پیغمبر اسلام
کے دعوت نامے کو پھاڑ دیا تھا۔ اور آپ
کی گرفتاری کا حکم جاری کیا تھا۔ شیریں کو
فرہاد نامی ایک کوہکن سے محبت تھی۔ خسرو
پرویز نے فرہاد سے جان چھڑانے کیلئے
اسے کوہ بیستون سے دودھ کی نہر
کھودنے کو کہا تھا۔ تاکہ شیریں کے باغ
کو سیراب کیا جا سکے۔ فرہاد علاقے کے
گڈریوں کی مدد سے نہر کھودلایا۔
خسرو پرویز نے اس پر ایک بڑھیا سے
کہا کہ وہ فرہاد سے جاکر کہے کہ شیریں
فوت ہو گئی ہے۔ جب بڑھیا نے یہ خبر
فرہاد کو سنائی۔ تو فرہاد نے اپنا تیشہ
سر میں مار کر خودکشی کر لی۔ شیریں کو
جب اس کا علم ہوا تو اس نے بھی
خودکشی کر لی۔

اس رومان کے بارے میں
مختلف روایات ہیں۔ جن میں تضاد

پایا جاتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق شیریں خسرو پرویز کی بیوی تھی۔ اس کی وفات کے بعد قباد نے شیریں سے جو اس کی سوتیلی ماں تھی شادی کرنا چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس پر قباد نے اس کی اور اس کے بیٹوں کی جائیداد ضبط کر لی۔ شیریں نے ایک چال چلی۔ اور قباد سے کہا کہ ہماری جائیداد واپس کر دو۔ میں شادی کروں گی۔ قباد نے جائیداد واپس کر دی۔ پھر شیریں نے اپنی جائیداد غریبوں میں تقسیم کر دی اور اپنی انگوٹھی کے نگینے میں زہر چھپاکر پرویز کی قبر پہ گئی۔ اور خودکشی کر لی

بعض لوگوں کے خیال مطابق شیریں کا نام میری MARY تھا۔ اور بعض کے خیال میں آیرین IRENE۔ عیسائی مورخین شیریں کو عیسائی ظاہر کرتے ہیں۔ ایران و ترکی کے افسانہ نگار اسے قیصر روم کی لڑکی ظاہر کرتے ہیں۔

خسرو نے فرہاد سے کہا تھا کہ وہ کوہ بیستون کو کاٹ کر چشمے کا رُخ بدل دے۔ لوگوں نے اسے دودھ کی نہر مشہور کر دیا۔ شیریں فرہاد کے رومان پہ سرائیکی شعراء نے بھی مثنویاں لکھیں۔ جن میں نور محمد گدائیؒ اور قادر بخش گلزار مشہور ہیں۔

اشاریہ

ر

س

ش

ص

ط

ع

ف

ق

ک

ل

م

ن

کتابیات

۱۔ **قرآن مجید** ۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر۔ ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل لاہور۔

۲۔ **دیوان فریدی** مرتبہ مولانا عزیز الرحمٰن خان بہاولپوری

۳۔ **دیوان بیدل** مرتبہ عبدالحسین شاہ موسوی بار دوم ۱۹۶۱ء سندھی ادبی بورڈ۔ حیدر آباد

۴۔ **سچل سرمست** مرتبہ محمد اسلم رسولپوری۔ بار اوّل بزم ثقافت ملتان۔

۵۔ **سچل سرمست جو سرائیکی کلام** مرتبہ محمد صادق رانی پوری سندھی ادبی بورڈ۔ حیدر آباد

۶۔ **ہیر وارث شاہ** مرتبہ چودھری محمد افضل خاں ناشر مولا بخش کشتہ اینڈ سنز۔ تاجران کتب ۴ ٹمپل روڈ۔ لاہور

۷۔ **تقویم ہجری و عیسوی** مرتبہ ابوالنصر خالدی طبع ثانی ۱۹۵۲ء انجمن ترقی اردو کراچی

۸۔ **سندھی اردو لغت** مرتبہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ

بار اوّل ۱۹۵۹ء ناشر سندھ یونیورسٹی حیدرآباد

۹ **ادب نامۂ ایران** مقبول بیگ بدخشانی

۱۰۔ **اسلامی انسائیکلوپیڈیا** مرتبہ محبوب عالم ۔ سن اشاعت ۱۹۳۳ء
پتہ محبوب عالم مدیر اخبار پیسہ، پیسہ اخبار
سٹریٹ لاہور۔

۱۱۔ **حیاتِ کرشن** از گھبیر سنگھ، بار دوم [illegible]ء
ناول ایجنسی لاہور۔

۱۲۔ **دیوانِ بیکس** مرتبہ عبدالحسین شاہ موسوی اشاعت اوّل
۱۹۶۵ء ۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد

۱۳۔ STYLES AND THEMES IN
THE SIRAIKI MYSTICAL
POETRY OF SIND.
DR. C SHACKLE.
BAZM-E-SAQAFAT
MULTAN

اخبار و رسائل

۱۴۔ روزنامہ امروز ملتان یکم ستمبر ۱۹۷۹ء [illegible] روڈ ملتان

۱۵ ماہنامہ "ماہِ نو" دسمبر ۱۹۷۰ء دفتر "ماہِ نو" ۳۲۔ اے حبیب اللہ
روڈ۔ لاہور [illegible]

and Bekas can be appreciated. It only remains to commend the praiseworthy initiative of Bazme Saqafat, Multan, in following their edition of the Siraiki poetry of Sachal Sarmast with this selection of the work of a lesser, but still interesting poet of Sind, and thereby helping a wider readership, of those who know Siraiki but are unable to read the Sindhi script, to come to a truer understanding of the richness of literary past.

NOTES.

1 I have given some instances of Bedil's typical treatment of Sachal's images in *Styles and themes in the Siraiki mystical peotry of Sind.* Bazme Saqafat, pp. 17-18, 23-24

2 Kafi no. 180 in *Divan-i Bedil* Sindhi Adabi Board, 2nd edition, 1961, p. 185, beginning.

رنگپور ساڈے روح لہ بھانے وسان رانجھو دے نال

ملاحظہ ہو صفحہ ۵۷

3 Kafi no. 280 in *Divan-i Bedil*, p. 224, beginning:

حسن بسنت بہار بیرنگی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۷

4 Another fine example, Kafi no. 267 in *Divan-i Bedil*, p.218 beginning:

آمے عشق عجب اوقات ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۵

This is translated in *Styles and themes*, p. 15.

5 Kafi no. 284 in *Divan-i Bedil*, p. 226, beginning:

دم اللہ عشق کیتے میں چائی وے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۸

Then it had Abraham driven with violence into the fire,
Before, becoming a butcher, it next had Ismail slaughtered.

Later is wounded Jacob the Prophet with parting's dread brand,
As for Zulaikha it exiled poor Yusuf to Egypt.
Then it did wondrously spill the blood of Zakarya and John.

But nobody's pain could surpass the sufferings of the Imams
Pure as they were, can one ever describe the havoc unleashed on them ?
Doomsday indeed was enacted on Kerbela's plain !

Love it was later which arrested Hallaj and impaled him,
Love which had Attar beheaded and Shams ul Haq flayed.
See how Sanaan by love's law was reduced to the herding of swine !

From their bodies love parted the heads of Shah Sharaf and Sarmad,
Then on a spear did exhibit the head of the martyred Inayat
Burdened by sorrow how many true mystics departed this life!

Love filled Majnun with his terrible passion for Laila,
Love set Farhad, when parted from Shirin, to carve through the mountain.
And, Bedil, remember what sufferings love gave to Ranjha and Hir ! [5]

—★—

A short introduction to a poet's work can do more than whet the reader's appetite to approach the poems in the original for themselves. My task here will thus have been accomplished if in these few pages I have succeeded in suggesting some ways in which these Siraiki poems of Bedil

and imagery, poems like this one do have a special lyrical charm. It is also worth noting that the poem is, like so many of Bedil's, rather carefully constructed, falling into neat, well-defined units, consisting of pairs of verses beginning with the quotation and illustration of the Tradition, followed by the description of the divine Beloved's wonderful appearance, than the catalogus of the newly opened flowers, before being rounded off with the poet's customarily explicit teaching, making plain the meaning of the refrain.

Probably the finest of all Bedil's *Kafis*, however, are those in which he deals with the irruptive power of divine love throughout human history. Here both his fondness for clearly articulated and symmetrical structural forms to his poems, and his tendency to dwell upon the formulations of traditional learning combine to enhance the power of his message, rather than - as quite often elsewhere - detracting from the lyrical appeal of the *Kafi*. A particularly good example of this group of poems [4] is one in which Bedil rapidly yet comprehensively describes the power of mystical love over the earlier and later Prophets, followed by the Imams, in the first half, exactly recapitulated by the description of the sufferings of the classical and local Sufi martyrs in the second, followed by those of the great lovers of Persian legend, culminating at last in the inevitable Ranjha and Hir. One could hardly hope - if one did not have the example of Khwaja Farid before one - for a more perfectly controlled expression of a ripe poetic tradition :

By God, for love was I born !
By God, in love was I reared !

Look what love did to Adam, drawing the tears from his eyes !

Holi song in 'Rup Holi', or of those in the form of a spring song in 'Rup Basant'. In the following appealing example of one of these Basant-songs, the atmosphere is entirely that of the Perso-Urdu *ghazal*, both in the distinetively Iranian details of the flora, and in the static, idealized character of the description. This, as so often in Bedil, is explicitly removed from any reference to actuality by the explicitly mystical tone of the opening, with its quotation of the well-known Tradition *ainuma tawallu summa wajhullah :*

Sea the beauty of spring - the spring of the Colourless :
The meadow has opened in bloom all around !
Himself He encouraged his lovers by saying,
'Wheresoever you turn ...
'... there is the face of your Lord' - so enjoy
The sight of the garden around !
Adorning Himself in thousands of ways,
Assuming most marvellous shapes and disguises,
The rose-bodied Lord has entered the garden,
Filling each corner with wonderful fragrance.
The flowers have all blossomed and bloomed,
The pomegranate and the mountain-ebony too,
The marigold, cypress, the jasmine, and lily,
In the wonderful spring created by love.
To stroll round the garden is useless, however,
Unless one can see the Beloved Himself.
So, Bedil, experience the scent of the spring,
And let all private awarness be gone ! [3]

Even if they cannot be claimed to rival the magical descriptions of the divine immanence in nature achieved so memorably in Khwaja Farid's *Kafis* on the coming of the rains to desert, with their exubarant use of local vocabulary

By drinking selflessness's cup,
We have beheld His glory.
Instantly by love are faith
And unfaith cast away.
Mansur's way alone is true -
All else is idle fancy.
Bedil spend your little life
In thinking 'All is Him'. [2]

It is the theosophical tone of the later verses of this poem which predominates throughout Bedil's work. This prominance, with its consciously retrospective look towards the creative teachings of the past, is itself a typical feature of the later phases of any poetic tradition inspired by a system of ideas, not just by the vagaries of human imagination, and so it tells us a good deal about the later evolution of Siraiki mystical poetry in Sind.

The other side of the coin, though, is that it is seldom easy to single out original features which are particularly characteristic of Bedil himself, rather than the tradition of which he formed part. Even his language, with its tendency towards a mixed *rekhta,* in which Siraiki is mixed with Sindhi, Punjabi, Urdu, and Hindi elements (when it does not consist of strings of Arabic and Persion nouns), perhaps already points to coming dissolution of the purely Siraiki literary tradition in Sind: it is certainly true that a complete mixture of languages is even more characteristic of the less carefully preserved verse of his son Bekas.

Nevertheless, the very search for fresh sources of inspiration outside the local lyrical conventions does sometimes produce very charming results in Bedil. This is nowhere more true than of his *Kafis* in the style of a Hindi

on the open expression and reiteration of formal Sufi teaching and traditions. The same elements are naturally given an important place in the poetry of the great masters also, but the very depth of their insights and their power to combine so many intellectual, emotional, and spiritual strands into an apparantly seamless thread-particularly in the case of Khwaja Farid - often makes their distentanglement for the purposes of a full understanding, a most difficult task. In this sense, therefore. even a rather simple and not particularly outstanding lyric of Bedil may help one to understand more clearly features of a more complex *Kafi* by Khwaja Farid, or an apparently entiraly emotional outburst of love in a poem by Sachal. And so the lesser master can truly be said to cast light on the greater.

There is particularly good illustration of this in Bedil's handling of the Hir-Ranjha legend, which is for him, as for the other poets of Sind, the legend specifically associated with Siraiki. Bedil may not take us inside the heart of Hir, as the greatest poets do when speaking through the mouth of the heroine, but he does make quite explicit the inner, mystical meaning of the legend. In the following *Kafi*, for instance, he typically leaves the local lyrical style half way through to dwell on its theosophical interpretation :

Rangpur does not please my heart,
So I will go with Ranjha !
Ranjha has since time's beginning
Been my closest friend.
In the world with no Beloved
Life has lost its points.
Takht Hazara's traveller king
Goes round in herdsmen's guise.

of course, a long association with parts of the Sufi tradition, and, both in his way of life and in the chief object of his devotion, Bekas strikingly recalls the wild attachment to the Brahman boy Madho of Shah Husain, the famous sixteenth-century Panjabi mystic poet of Lahore. In his poetry, too, with its frequent use of the language of the injured love borrowed from the *ghazal*, Bekas demonstrates his passionately emotional nature.

This is, however, most definitely not a characteristic of the much more important and abundant collection of poetry composed by his father, Bedil, who employs the emotional language of the *Kafi*, the classical Siraiki lyric, with marked restraint. Bedil is sometimes loosely referred to as the successor of Sachal Sarmast (1739-1827), who is indeed-according to an anecdote of the most suspicious authenticity alleged to have touched Bedil and said 'we are incarnated in him'. But Bedil, while following Sachal in time, and continuing the tradition of composing poetry in Siraiki that flourished in Upper Sind under the Siraiki-speaking Talpur dynasty, is better seen as a successor in word than in spirit of the great Sachal. That is to say, one encouuters phrases and expressions coined by Sachal so frequantly in Bedil that he obviously had an intimate knowledge of his predecessor's poetry: but the soaring power of Sachal at his finest was clearly beyond Bedil's much more limited range.[1]

But the depth and sincerity of Bedil's mystical devotion are never in question, and his Siraiki poems, which are considerably more numerous than his Sindhi compositions, have many points of interest and features of beauty to recommend them. Probably the most interesting feature of his poetic style as a whole is the degree to which it relies on

He earned his living, however, from his shop in Rohri, where he spent the greater part of his life when not absent on pilgrimages. As might be expected from his relatively humble birth, his numerous followers were largely drawn from the lower classes, and he did not have the close connexions with royalty that furnish the basis for many of the anecdotes related of Khwaja Farid or Sachal. So it is perhaps unsurprising that the general tone of his poetry conspicuously lacks the quality of kingly freedom which emerges, in different ways, so strongly from the *Kafis* of both masters.

The most notable feature of Bedil's way of life was his adherence to the traditional Sufi technique of seeking an emotional understanding of divine love through the adoration of beautiful boys and handsome young men.

The object of Bedil's devotion was Qazi Pir Mohd, with whom his relationship lasted from the later's boyhood for some twenty years, until his death in 1868. Bedil himself followed his companion to the grave shortly afterwords, in 1872.

One of Bedil's sons, Muhammad Muhsin (1858-1881) was also mystic poet in Sindhi and Siraiki, writing under the pen-name of Bekas. He also followed his father in attaching himself to beautiful boys, notably to the young son of a family of Hindu bankers of Rohri, called Kanhyyo. Bekas adopted a more extreme way of life than his father, and is remembered for wearing bright clothes and going about singing and dancing with his boy-friends before his early death. Such antinomian or *malamati* practices have,

in Siraiki. Their particular lustre and preciousness should not allow the surrounding ores to be cast away as so much dross, for in this way many lesser but still valuable gems will be needlessly lost. The great jewels must certainly be given their place in the centre of the richly wrought crowns of the Siraiki poetic tradition. But let the many smaller gems also be sought out, cut, and polished, so that their lesser facets may throw their individual shafts of light upon the great stones at the centre, and add to the rich glory of the diadems as a whole !

Bedil Faqir is assuredly one of the most important of the lesser lights in the southern literary tradition of Siraiki, which flourished in Sind in the eighteenth and nineteenth centuries. Born in Rohri in 1814, he was first named Abdul Qadir, and thus became coincidentally a namesake of the greatest persian poet of seventeenth - century India, Abdul Qadir Bedil of Patna, though he was later re-named Qadir Bakhsh by his father, a devout dealer in silk goods who became a disciple of a branch of Qadiri pirs descended from the martyred Shah Inayat of Jhok. Bedil was therefore raised in a home of somewhat humble social circumstances, but steeped in an atmosphere both of mystical piety and of religious learning. It is quite clear from his verse that he knew Arabic and persian well.

The crucial experience in his own mystical life came to him at Sehwan where he had been instructed to go in a dream to the great shrine of Shahbaz Qalandar. Thereafter, not only did he undertake visits and pilgrimages to most of the holy tombs and principal spiritual leaders of Upper Sind, but he also began to write the mystical poetry in both Sindhi and Siraiki for which he is now chiefly remembered.

Bedil Faqir
and the
Siraiki Poetic Tradition

by
C. Shackle

'One swallow does not make a summer', as the saying has it- Exactly the same holds good of literature, where no genuinely vital poetic tradition is bounded by the work of a single poet, however great he may truly be. It is particularly important not to lose sight of this truth when looking at literatures which are dominated by one or two outstanding figures; for it is otherwise impossible to reach a proper appreciation either of such literatures as a whole and their place in the civilization of which they form a part, or of the true rank of their greatest poets.

The general view of Siraiki literature certainly suffers from this lack of perspective. The poetry of Sufi inspiration has indeed rightly been seen as the greatest glory of classical Siraiki literature: but devotion, appreciation, and the detailed studies which spring from these have all tended to concentrate upon the greatest Sufi poets only - that is to say, on Khwaja Farid in the Siraiki-speaking heartlands, and on Sachal Sarmast in Sind. But these two are not, so to speak, isolated diamonds miraculously washed up on the shore, but rather brightest jewels to have been formed in the rich veins which constitute the twin traditions of the classic Sufi poetry